باسمہ الکریم

سنی اور بریلوی اتحاد کی کوششیں

اور

ہماری چند تجاویز

مؤلفہ: رہبر شریعت حامی سنت حضرت مولانا

ابوایوب قادری صاحب زید مجدہ

ناشر

عالمی مجلس تحفظ اکابرین دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد:

قارئین گرامی قدر کچھ دنوں سے یہ بات گردش کرتی پھر رہی ہے کہ مسلک اہلسنت دیوبند اور مسلک بریلویہ میں اتحاد کی کوشش جاری ہے اور مولوی سعید احمد اسعد صاحب اس سلسلے میں کبھی تو مولانا زاہد الراشدی صاحب سے ملتے ہیں اور کبھی مولانا طارق جمیل صاحب سے پھر ان سے کہا کے ایک آدمی ہماری نظر میں ہے مولانا الیاس گھمن صاحب آپ ان سے کہیں کہ وہ ہم سے بات کریں

بجائے سیدی ومفخری وسندی ومرشدی متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن صاحب حفظہ اللہ سے رابطے کے سعید اسعد صاحب نے جھوٹ بول دیا کہ وہ مناظرہ سے بھاگ گئے خود ہی انکا نام تجویز کیا اور خود ہی ان پر جھوٹ بول دیا کہ وہ مناظرہ سے بھاگ گئے تاکہ دنیا میں میری شہرت کا ڈنکا بج جائے حالانکہ نا ہم مناظرہ سے بھاگے ہیں نا بھاگنے والے ہیں ہم اب بھی تیار ہیں اور ہمیشہ کے لئے تیار ہیں لیکن دو شرائط کے ساتھ

اول: تو آپ جیسے اتحاد کے مدعی کے لئے اب مناظرہ کو سجانا مناسب نہیں ورنہ اتحاد کی دعوت اور دعوی ترک کردیں۔

ثانیاً: کون بھاگا یا دوڑا ہم تو اب بھی تیار ہیں آپ کے ہر چیلنج کو قبول کرنے کیلیئے دو شرائط کے ساتھ مناظرہ کی منظوری بذمہ جناب ہوگی اور چیلنج ہمیں لکھ کر دینا بھی بذمہ جناب ہوگا۔

القصہ جناب کی کوشش پر ہم ایک نظر ڈالنا چاہتے ہیں۔

آپ کی کوشش کی تحریک دو باتیں اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔

(۱) اہل السنّت دیوبند بریلویوں کو مشرک کہتے ہیں اور بدعتی (۲) جبکہ وہ انکو

گستاخ رسول سمجھتے ہیں۔تو ہر فریق افہام وتفہیم کے انداز میں اپنا موقف واضح کرے۔اگر فریقین کے پاس معقول جواب ہو تو ٹھیک ورنہ توبہ تائب ہو جائیں اور امت کو اتحاد کی راہ دکھائیں۔

اسعد صاحب گزارش یہ ہے۔

آپ حضرات کا مشرک ہونا آپ کے گھر سے ہم ثابت کر دیتے اور اپنا گستاخ نہ ہونا بلکہ صحیح معنی میں حنفی سنی ہونا بھی آنجناب کے گھر سے دکھا دیا جائے تو پھر آپ کو آنکھیں بند کر کے اہل السنۃ دیو بند کے ساتھ وابستگی کا اظہار واعلان برملا کر دینا ہوگا۔

اب آیئے شق اول کی طرف کہ آپ اپنے ہی گھر سے مشرک ثابت ہو رہے ہیں،

(۱) چنانچہ فاضل بریلوی لکھتے ہیں۔

اگر کوئی اللہ کی صفات مختصہ میں سے کسی صفت کا اطلاق مخلوق پر کرے مثلاً اسے قدوس کہے یا رحمٰن کہے تو وہ کافر ہو جائیگا۔

(فتاوی رضویه ج۱۵ ص۲۸۰ مسئله ٤٨)

اس سے دو باتیں معلوم ہوگئیں۔

(ا) خدا کی صفات مختصہ میں کسی صفت کا مخلوق کیلئے بولنا ایسا جرم ہے کہ قائل کافر ومشرک ہو جائیگا۔(۲) یہ تاویل بھی نہیں چل سکتی کہ ذاتی وعطائی کا فرق کرلیں تو کفر نہ ہوگا ورنہ قدوس ورحمٰن عطائی طور پر ماننے والا کافر ومشرک نہیں ہوگا۔ جبکہ فاضل بریلوی نے بغیر کسی تاویل کی طرف گئے اسے کافر کہا ہے۔

(۲) مفتی مظہر اللہ دھلوی صاحب لکھتے ہیں :

خدا کی کسی صفت کو کسی دوسرے کیلئے ثابت کرنا شرک ہے

(فتاوی مظهریه ص ٥٣٧)

(۳) خطیب و محقق بریلویه مولوی مشتاق نظامی صاحب لکھتے ہیں :

ایسی صفات جو خدا بزرگ و برتر کیلئے خاص (ہیں) بعینہ انہیں صفات کوکسی اور بندے میں ماننا اسکو شرک فی الصفات کہتے ہیں۔

(عقائد اهلسنت ص ٣٢)

(٤) محقق بریلویه جناب پیر محمد چشتی صاحب لکھتے ہیں

اذا اطلق علی المخلوق من الاسماء المختصه بالخالق جل وعلاء نحو القدوس والقیوم و الرحمٰن وغیره بکفر

(اصول تکفیر ص ٢٢٣)

ترجمہ کے لئے فاضل بریلوی کی عبارت دیکھ لیں

(٥) محقق بریلویه مفتی شهزاد ترابی فرماتے ہیں

غیر خدا کو قیوم قدوس رحمٰن اور دیگر اسماء جو اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہیں کہنا بعض فقہاء نے کفر لکھا ہے۔

(شریعت محمدی کے هزار مسائل ص ٣٦٥)

(٦) مولوی محمد یحی انصاری اشرفی صاحب لکھتے ہیں

اللہ تعالی کی صفات خاصہ کوکسی بندے میں موجود ماننا شرک ہے۔

(حقیقت شرک ص١٦ فرید بکسٹال لاہور)

(٧)محقق و مناظر مسلک بریلویہ مفتی شریف الحق امجدی صاحب لکھتے ہیں

جو اسماء خالق جل جلالہ کے ساتھ مختص ہیں ان کا اطلاق اگر کسی نے مخلوق پر کیا تو وہ کافر ہے۔

(فتاوی شارح بخاری جلد ١ ص ١٥١،١٥٢)

خلاصہ یہ نکلا خدا کے ساتھ مخصوص صفات کا غیر خدا کیلئے بولنے والا کافر و مشرک ہے۔

اب آئے دیکھئے کہ خدا کے ساتھ مخصوص صفات کونسی ہیں۔

(١)یہی موصوف لکھتے ہیں۔

البتہ اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کو عالم الغیب کہنا منع ہے کیونکہ یہ لفظ اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے

(فتاوی شارح بخاری جلد ١ ص ٤٥٤)

(٢) مولوی اختر رضا خان ازہری جنکو تاج الشریعة البریلویہ کا لقب ملا ہے وہ لکھتے ہیں۔

رہا آپ کا ہماری نسبت یہ کہنا کہ حضور ﷺ عالم الغیب ہیں بالکل افتراء ہے عالم الغیب مثل رحمٰن قیوم وقدوس وغیرھا اسماء خاصہ بذات باری میں سے ہیں۔

(انوار رضا ص ١٣٦)

(٣) پیر مہر علی شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

وہ چیز جو تمام مخلوقات کی نسبت غائب ہے وہ غیب مطلق ہے جیسا کہ قیامت کے آنے کا وقت اور اللہ تعالی کے احکام جو ہر روز صادر ہوتے ہیں اور جیسا کہ اللہ تعالی کی ذات وصفات کے تفصیلی حقائق اس قسم کو غیب خاص اللہ تعالی کا کہتے ہیں یعنی اپنے غیب خاص پر کسی کو مطلع نہیں فرماتے۔

(اعلاء کلمۃ اللہ ص ۱۱۵)

مولانا قاضی کرم الدین دبیرؒ فرماتے ہیں۔

یہ مسئلہ بھی مسلمہ ہے کہ علم ما کان وما یکون خاصہ ذات باری تعالی ہے۔

(آفتاب ھدایت ص ۱۷۰)

یہی حضرت ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

اور حال کے شیعہ اگر بظاہر آپ کی الوہیت کے قائل نہیں تاہم اوصاف ایسے بیان کرتے ہیں جو آپ کو درجہ الوہیت پر پہنچا دیتے ہیں چنانچہ علم ما کان و ما یکون انکو حاصل ہونا اشیاء (کو) حلال کرنے کا اختیار موت وحیات پر اختیار وغیرہ وغیرہ بہت سی ایسی اوصاف ہیں جو شان الوھیت تک پہنچا دیتی ہیں۔

(آفتاب ھدایت ص ۱۶۱)

یہی بزرگ ایک جگہ اور لکھتے ہیں۔

سچ پوچھو تو بعض نہیں بلکہ تمام شیعہ امیر علیہ السلام اور اہل بیت کو اگر خدا نہیں تو شریکِ خدا ضرور مانتے ہیں کیونکہ کافی کلینی میں ایسی احادیث موجود ہیں کہ ائمہ ھدی علم ما کان و ما یکون رکھتے ہیں مرنا جینا انکے اختیار میں ہے چاہے مریں چاہے زندہ رہیں آسمان وزمین ومافیہا کا انکو کلی علم ہے۔حق الیقین ص ۴۳۶ میں جناب امیر علیہ السلام کا قول درج ہے کہ بادل اور رعد و برق نور وظلمت ہوا و پہاڑ اور دریا سورج چاند سب کچھ میرے تابع حکم ہیں اب بتایئے خدا کی کون سی صفت باقی رہ جاتی ہے؟

غرض وہ تمام خیالات جو دوسرے فرقوں میں پائے جاتے ہیں فرقہ امامیہ اثناعشری کی کتبِ حدیث وتفسیر میں اسکی تصدیق موجود ہے

ہمارے ملک کے شیعہ کے اعتقادات غالی شیعوں سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ وہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے یا اللہ کہنے کے بجائے یا علی کا ورد پکارتے ہیں السلام علیکم کی بجائے انہوں نے مسلمانوں سے الگ جو سلام بنالیا ہے۔

یاعلی مدد اس سے ان کے اس عقیدہ کی کہ وہ حضرت علی کو خدا سے کم نہیں سمجھتے پوری تصدیق ہوجاتی ہے۔

(آفتاب هدایت ص ۲۹٤، ۲۹٥)

مولانا دبیر کو رضوی حضرات اپنا شمار کرتے ہیں دیکھئے ''تذکرہ اکابر اہلسنت''

(٥) محقق مسلک بریلویہ مولوی مقبول احمد رضوی صاحب لکھتے ھیں (اھل تشیع کے عقائد کے متعلق)

مزید برآں وہ خداوندی صفات واختیارات کے بھی حامل ہیں وہ عالم ماکان و مایکون ہیں کوئی چیز ان سے مخفی نہیں انکو اختیار ہے کہ جس عمل کو چاہیں حلال وحرام قرار دے دیں کائنات کے ذرہ ذرہ پر انکو کن فیکونی اقتدار حاصل ہے دنیا اور اخرت انکی ملکیت ہے جس کو چاہیں دیدیں اور بخش دیں ان کی موت انکے اختیار میں ہوتی ہے۔

(شیعه سنی بهائی بهائی کیسے ص ٦٠)

(٦) مولوی عبد الحکیم شرف قادری، شاہ احمد نورانی، سید محمود احمد رضوی۔ مفتی عبد القیوم ھزاروی مولوی عبد الستار خان نیازی کی

مصدقہ کتاب میں ہے۔

بغیر کسی شک وشبہ کے ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ غیب کا علم اللہ کے ساتھ خاص ہے نبی اکرم ﷺ یا کسی دوسرے مقبول ہستی کی زبان پر جس غیب کا اظہار ہو رہا ہے یا تو وہ وحی کے ذریعہ سے ہے یا الہام سے نبی اکرم ﷺ نے غیب کی جتنی خبریں دی ہیں وہ اللہ تعالی کے بتانے سے اور آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کے ثبوت کے طور پر ظاہر ہوئی ہے۔

(اسلامی عقائد ص۱۱۳ از سید یوسف ہاشمی رفاعی)

(۷)مفتی عبد القیوم ہزاروی صاحب فرماتے ہیں۔

علم غیب کلی کی چابیاں اللہ تعالی کے ساتھ مخصوص ہیں

(عقائد و نظریات ص ۸۷)

(۸)پیر مہر علی شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

علم خاص اسی دن کا کہ فلاں وقت میں ہوگی یہ مخصوص بالباری ہے۔

(سیف چشتائی ص۲۲٤)

مفتی احمد یار خاں نعیمی صاحب جوکہ مسلک بریلویہ کے حکیم الامت ہیں وہ لکھتے ہیں

کلی اختیارات اور مکمل علم غیب پر خدائی دارومدار ہے

(مواعظ نعیمیہ حصہ دوم ص۲٦٥)

(۱۰) مسلک بریلویہ کے رئس التحریر جناب ارشد القادری صاحب لکھتے ہیں

جہاں تک مطلقاً ذاتی علم اور کلی علم کا سوال ہے وہ ہمارے نزدیک بھی غیر خدا کیلئے

ثابت کرنا شرک ہے۔

(زیر و زبر ص ٤٩)

(۱۱) اور مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی آیت قل لا یعلم من فی السموٰات والارض الغیب الا اللہ کے جواب میں لکھتے ہیں۔

اس آیت کے بھی مفسرین نے دو مطلب بیان کئے ہیں

ا:غیب ذاتی کوئی نہیں جانتا ۲:کلی غیب کوئی نہیں جانتا

(جاء الحق ص ٩٦)

(۱۲) بریلوی مسلک کے معتبر عالم مفتی نظام الدین ملتانی لکھتے ہیں۔

ہر آن اور ہر وقت حاضر ناظر ہونا خداوند کریم لم یلد و لم یولد کا خاصہ ہے۔

(انوار شریعت جلد ۲ ص ۲۳۹)

(۱۳) بریلوی مسلک کے معتمد و مستند رسالہ السیف الصارم میں ہے۔

کوئی تصور شیخ کو شرک تصور نہ کرے کیونکہ شرک تب ہوگا جب کوئی یہ خیال کرے کہ شیخ حاضر ناظر ہے کیونکہ حاضر ناظر ہونا اللہ کی صفت ہے۔

(السیف الصارم اکتوبر ۲۰۱۱ ص ۲۲)

(١٤)شاہ ابو الحسن زید فاروقی لکھتے ہیں۔

قیام اگر اس طرح کیا جائے کہ اس میں شرک آجائے تو وہ ناجائز ہے۔ ہر وقت ہر لمحہ حاضر ناظر ہونا صرف رب العالمین ہی کی شان ہے۔

(رسائل میلاد مصطفی ﷺ ص٥٦٧)

مفتی امین صاحب فیصل آبادی نے ابو الحسن زید فاروقی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

دہلی کے بڑے پیر حضرت علامہ زید ابوالحسن فاروقی مجددی مدظلہم العالی۔

(تعارف تقویۃالایمان ص ۲۹)

خلاصہ الکلام یہ ہے ۔

خصائص باری تعالی جو اوپر کی عبارت میں گزری ہیں وہ درج ذیل ہیں

(۱) عالم الغیب ہونا

(۲) قیامت کا وقت مقررہ

(۳) اللہ کی ذات وصفات کے تفصیلی حقائق

(۴) علم ماکان و ما یکون

(۵) اشیاء کو حلال وحرام کرنے کا اختیار

(۶) کسی کو موت وحیات دینا

(۷) آسمان وزمین کا کلی علم

(۸) علم غیب

(۹) علم غیب کلی کی چابیاں

(۱۰) مختار کل ہونا اور مکمل علم غیب

(۱۱) ہر آن ہر وقت حاضر ناظر ہونا وغیرھا

یہ سب باتیں رضوی حضرات نے خدا تعالی کیلئے خصائص مانی ہیں۔

اور یہ بھی رضوی حضرات نے ہی فیصلہ دیا ہے کے خدا تعالی کی خصوصیات میں غیر خدا کو شریک کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ آدمی کافر ومشرک ہو جاتا ہے۔اب دیکھیے کہ رضوی حضرات خود ہی ان باتوں میں غیر خدا کو شریک ٹھہراتے ہیں

(۱) چنانچه قاضی فضل احمد لدهیانوی صاحب کی کتاب انوار آفتاب صداقت جو که فاضل بریلوی صاحب کی مصدقه هے اور قاضی صاحب فرماتے هیں که میں نے یه کتاب حرف بحرف فاضل بریلوی کے پاس مهینه بهر ٹهر کر سنائی هے لهذا یه مکمل هی فاضل صاحب کی مصدقه مؤیده هے۔

اس میں ایک سوال و جواب هے وه ملاحظه فرمائیں۔

(سوال نمبر ۱۷) جو شخص باوجود نقشبندی اور حنفی ہونے کے قیام میلاد کو ضروری جانے اور تارک قیام پر ملامت کرے اس کے پیچھے نماز ناجائز سمجھے اور ہر مجلس میلاد میں رسول اللہ ﷺ کو حاضر ناظر جانے اور آپ کے عالم الغیب ہونے کا اعتقاد رکھے ایسے شخص کیلئے شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب نمبر ۱۷) تمام سنی حنفی نقشبندی چشتی سہروردی اور مالکی شافعی حنبلی میلاد شریف اور قیام کو مستحسن اور فرض کفایہ جانتے ہیں اور بعض نے سنت اور واجب اور فرض کفایہ لکھا ہے جو اپنی جگہ بحث میلاد شریف میں درج ہو چکا ہے ایسا عقیدہ رکھنے والا (یعنی آپ ﷺ کو حاضر ناظر اور عالم الغیب جانے والا) پکا مسلمان اور با ایمان وایقان سنی حنفی اور محبّ رسول کریم ﷺ ہے یہی شرعاً اس کیلئے حکم ہے۔

(انوار آفتاب صداقت ص ٥٥٠ قدیم ص ٤٤١ جدید)

(۲) فاضل بریلوی صاحب اپنی کتاب میں لکهتے هیں۔

مسلمانوں گمراہوں کے امتحان کیلئے ان کے سامنے یوں ہی کہہ کر دیکھو کہ اللہ پھر رسول عالم الغیب ہیں اللہ پھر رسول ہماری مشکلیں کھول دیں دیکھو تو یہ حکم شرک جڑتے ہیں یا نہیں۔

(الامن والعلی ص ۷۳۲ ف ص ۲۲۲)

مسلک بریلویہ کے پیر و مرشد جنید زمان مولوی عمر اچھروی صاحب لکھتے ہیں

نبی کے واسطے ہر مسلمان کو غیب کلی تسلیم کرنا عین ایمان ہے۔

(مقیاس حنفیت ص ٤٦٧)

ایک جگہ اور یوں فرماتے ہیں

نبی کریم کو غیب کلی کا علم حاصل تھا۔

(مقیاس حنفیت ص ۳۳۳)

محقق و مناظر مسلک بریلویہ مولوی عبد الرشید رضوی صاحب لکھتے ہیں

آپ کو اللہ تعالی نے کلی علم غیب عطا فرمایا۔

(رشد الایمان ص۹۹)

فاضل بریلوی لکھتے ہیں

حضور ﷺ کو تعین وقت قیامت کا بھی علم ملا۔ حضور کو بلا استثناء جمیع جزئیات خمس کا علم ہے۔ جملہ مکنونات قلم و مکتوبات لوح محفوظ اور روز اول سے روز آخر تک تمام ما کان و ما یکون مندرجہ لوح محفوظ اور اس سے بھی زیادہ علم ہے۔

(خالص الاعتقاد ص ۷)

مفتی فیض احمد اویسی لکھتے ہیں

مضمون طویل ہو جانے کا خیال نہ ہوتا تو اس کے برعکس یعنی حضور انور کو عالم الغیب نہ سمجھنے والوں پر نحوست کے نمونے پیش کرتا۔

مولوی عبد الحق عتیق صاحب لکھتے ہیں

قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ مقیم رہ کر تمام عالم کو اپنے کف دست کی طرح دیکھ سکتا ہے یعنی کہ وہ عالم الغیب ہوتا ہے۔

(الشھود الشاھد ص ۹٤ مصدقه سید محمود احمد رضوی ،مفتی محمد اعجاز،مفتی محمد فریدفیض الحسن سجاده نشین آلو مهار وغیرهم)

فاضل بریلوی لکھتے ہیں

حضور ﷺ ہر قسم کی حاجت روائی فرما سکتے ہیں دنیا و آخرت کی سب مرادیں حضور ﷺ کے اختیار میں ہیں۔''

(برکات الامداد ص۸)

فاضل صاحب کی مصدقہ کتاب میں مولوی امجد علی صاحب لکھتے ہیں۔

حضور اقدس اللہ عزوجل کے نائب ہیں تمام جہان حضور کے تحت تصرف کر دیا گیا ہے جو چاہیں کریں جو چاہیں دیں جس سے جو چاہیں واپس لیں۔تمام جہان میں ان کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں۔تمام زمین انکی ملک ہے تمام جنت انکی جاگیر ہے ملکوت السموت و الارض حضور کے زیر فرمان جنت و نار کی کنجیاں دست اقدس میں دے دی گئیں۔رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔احکام تشریعیہ حضور کے قبضہ میں کر دیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرما دیں اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرما دیں۔

(بهار شریعت ص ۱۸ حصه اول)

مفتی احمد یار نعیمی صاحب لکھتے ھیں

دنیااور آخرت کی ہر چیز کے مالک حضور ﷺ ہیں سب کچھ ان سے مانگو عزت مانگو، ایمان مانگو، جنت مانگو، اللہ کی رحمت مانگو۔

(رسائل نعیمیہ ص ١٤٦)

مفتی احمد یار صاحب لکھتے ھیں

جب رب تعالی نے گمراہ شیطان کو اتنا علم دیا کہ وہ ہر جگہ حاضر وناظر ہے تو نبی کریم ﷺ تو سارے عالم کے ہادی ہیں پس انہیں بھی حاضر وناظر بنایا۔

(نور العرفان پارہ ٨ رکوع نمبر ٩)

یھی جناب ایک اور جگہ لکھتے ھیں

نمازی جس طرح اللہ کو حاضر وناضر جانے اسی طرح محبوب ﷺ کو۔

(تفسیر نعیمی جلد اول ص ٥٨ سورۃ فاتحہ آیت نمبر٤)

القصہ وہ ساری باتیں جو پیچھے خود ہی خصوصیات وخصائص باری تعالی مانیں وہ یہاں سب کی سب رسول محترم ﷺ کیلئے مان لیں؟

یوں اپنے ھی فتوے سے شرک کی دلدل میں جا گرے

ہم مسلک بریلویہ کے حضرات سے کہیں گے کہ خدا کی ذات وصفات میں شرک کی تعریف آپ کے اور بھی اکابر سے مروی ہے۔

مثلا یہ بات کہ اللہ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا شرک کہلاتا ہے

دیکھئے سیف سکندری ص ٩٠ از مولوی عبدالرحیم سکندری،مقالات شرف قادری ص ٢١٨،٢١٧ از مولوی عبد الحکیم شرف قادری،وقار الفتاوی جلد ١ ص ٢٧٠ از مفتی وقار الدین،ضیاء

الالسلام ص ٦٣ از مفتی مظہر اللہ صاحب،توسل و استعانت اور رد وھابیت ص ٢٧ مترجم مولوی حبیب الرحمن قادری بدایونی(مکتبہ برکات المدینہ)

اس تعریف سے بھی آپ کا شرک ثابت ہو جائے گا۔

ایک تعریف یہ بھی آپ کے گھر میں موجود ہے۔

چنانچہ سید احمد سعید کاظمی صاحب جو کے مسلک بریلویہ کے معتبر عالم ہیں وہ لکھتے ہیں

مراتب توحید شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں مراتب توحید چار ہیں

(۱) صفت وجوب وجود کو اللہ تعالی کے ساتھ خاص کرنا کہ اس کے سوا کوئی واجب الوجود نہیں

(۲) ہر شے کا خالق اللہ تعالی کو جاننا

یہ دونوں مرتبے مشرکین عرب، یہود و نصاری سب کے نزدیک مسلم ہیں

(۳) ہر شے کا مدبر صرف اللہ کو سمجھے

(۴) اس کے سوا کسی دوسرے کو مستحق عبادت نہ جانے

یہ دونوں مرتبے آپس میں لازم وملزوم ہیں۔اخیر کے دونوں مرتبوں میں لوگوں نے اختلاف کیا جن میں بڑے گروہ تین ہیں اول نجومی دوم مشرکین سوم نصاری۔

(مقالات کاظمی جلد ۱ ص ٣٦)

یہی بات مفتی غلام حسن قادری نے توحید وشرک کا صحیح معنی ومفہوم کے ص ا پر لکھی ہے۔

اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ جو کسی کو مدبر سمجھے خدا کے علاوہ وہ اسے مستحق عبادت بھی سمجھتا ہے

تو اب دیکھئے فاضل بریلوی صاحب لکھتے ہیں ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے

کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر

(حدائق بخشش جلد ۱ ص ۸۵)

اب دیکھئے فاضل صاحب شیخ جیلانیؒ کو مدبر عالم سمجھتے ہیں اور لامحالہ انہیں معبود اور مستحق عبادت بھی سمجھ لیا کیونکہ یہ معلوم ہو چکا کہ کسی کو مدبر سمجھنا اسکو مستحق عبادت سمجھنا ہے۔

دوسری بات یہ بھی ذہن میں رکھیئے سید احمد زینی دملانؒ کی کتاب جس کا مسلک بریلویہ کے مولوی نے ترجمہ کر کے مکتبہ برکات المدینہ سے شائع کیا ہے۔

اس میں موجود ہے

عبادت تو اسی کی ندا ہے جسکی الوہیت و استحقاق عبادت کا اعتقاد ہو اور جس کے سامنے خضوع ہو پس شرک میں ڈالنے والا تو الوہیت یا تاثیر غیر خدا کا اعتقاد ہے باقی صرف اس شخص کی ندا جس کی الوہیت و تاثیر یا استحقاق عبادت کا اعتقاد نہ ہو تو ہرگز عبادت نہیں۔

(توسل و استعانت اور رد وھابیت ص ۵۰، مترجم حبیب الرحمن بدایونی)

معلوم ہوا کہ غیر خدا میں تاثیر مان لینا اور پھر پکارنا بھی عبادت ہے۔

اور مسلک رضا خانی کے حضرات تو انبیاء اور اولیا کو اختیارات اور سیاہ سفید کا مالک سمجھ کر پکارتے ہیں اور اسی کو علامہ احمد زینی نے شرک قرار دیا کہ غیر خدا میں تاثیر کے عقیدہ سے پکارا جائے تو شرک ہے کیونکہ یہ غیر خدا کی عبادت ہے۔

القصہ رضا خانی حضرات کا ما فوق الاسباب طرز پر غیر خدا کو پکارنا ان کو معبود بنانا، ان کو مدبر سمجھنا اور مستحق عبادت ماننا ہے لہذا دونوں صورتوں میں شرک ٹھہرا۔

اب آئیے ایک اور طرز سے دیکھئے۔

عقیدہ علم غیب کی وجہ سے مشرک

ھونا

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی صاحب نے علم غیب کلی کا دعوی یوں تحریر کیا ھے

بے شک حضرت عزت عزت عظمۃ نے اپنے حبیب ﷺ کو تمام اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا مشرق تا مغرب، عرش تا فرش سب انہیں دکھایا ملکوت السموات و الارض کا شاہد بنایا روز اول سے روز آخر تک سب ما کان و ما یکون انہیں بتایا۔ اشیاء مذکورہ میں سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوۃ والسلام ان سب کو محیط ہوا نہ صرف اجمالا بلکہ ہر صغیر و کبیر ہر رطب و یابس جو پتا گرتا ہے زمین کی اندھیریوں میں جو دانا کہیں پڑا سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا۔

(انباء المصطفی بحال سرہ و اخفی ص ٤٨ بحوالہ امام احمد رضا اور فن تفسیر ص١٦)

دوسری جگہ فتاوی رضویہ میں ھے۔

فاضل بریلوی نے فلاسفہ کا نظریہ نقل کیا کہ

عقول عشرہ کا تمام نقائص وقبائح سے مقدس ومنزہ اور انکے علم کا تام ومحیط باحاطہ تامہ ہونا نقل کیا یہاں تک کہ کوئی ذرہ ذرات عالم سے ان پر مخفی رہنا ممکن نہیں۔ یہ خاص صفت حضرت عالم الغیب و الشھادہ کی ہے۔ جل وعلا قال تعالی

وما یعزب عن ربک من مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء

نہیں چھپتی تیرے رب سے ذرہ برابر چیز زمین میں اور نہ آسمان میں

اور اس کا غیر خدا کے لئے ثابت کرنا قطعا کفر۔ العزۃ للہ

(فتاوی رضویہ جلد ٢٧ ص ١٤٤)

دیکھئے اگر کائنات کا ذرہ ذرہ نبی پاک ﷺ کے لئے مانا جائے تو پھر خدا کی

خاص صفت میں مسلک بریلویہ میں شرک نہیں اور اگر فلاسفہ عقول عشرہ کے لئے مانیں تو قطعی کفر ہے۔

بهر حال يه سب كو معلوم هو گيا آنجناب فاضل صاحب كا عقيده قطعی كفر هے۔

فاضل بریلوی سمیت کئی اکابر بریلویہ نے آنحضرت ﷺ کو عالم الغیب، عالم غیب مانا ہے، دیکھئے انوار آفتاب صداقت ص ٤٤١، الامن والعلی ص ٢٣٧، علم غیب کا ثبوت ص ١٧، تصحیح العقاعد ص ٤٩، کشف المغیبات ص ٢٣، ازالة اضلالة س ١٤، سعید احمد اسعد کی تقریں ص ٢٣٥، شهود الشاهد ص ٩٢، العقائد الصحیحه ص ٣٢، آئینه اهل سنت ص ٤١٣، استمداد از عباد الرحمن ص٩٢، انوار شریعت ص١٥٧ وغیرهم کتب جبکه

محقق بريلويه ، مولوى الله دتا صاحب لكهتے هيں

عالم الغیب اس ذات کو کہا جاتا ہے جو عالم الغیب بالذات ہو یہ شان اللہ تعالی کے ساتھ ہی خاص ہے۔ مخلوق کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھنا فقہاء نے کفر قرار دیا ہے۔
(تنویر الخواطر ص ٣٤)

مفتى عبدالمجيد سعيدى صاحب لكهتے هيں

یہی فلسفہ عالم الغیب کے لفظوں میں ہے اس میں علم ذاتی ازلی ابدی مطلق محیط تفصیلی کا بیان ہے جو کسی کے لئے ماننا اسے الہ ماننا ہے۔

(علم النبی ﷺ پر اعتراض کا قلع قمع ص ٢٠)

فاضل بریلوی لکھتے ہیں

ملکہ شعر گوئی حضور کو عطا نہ ہوا۔

(ملفوظات ص ۲۰۹)

جبکہ مولوی ظہیر الدین قادری برکاتی لکھتے ہیں

اگر کسی بھی نبی علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ قائم کرنا کرلیا جائے کہ اسکو فلاں چیز کا علم نہیں تو ایسا فاسد و باطل عقیدہ اس امر کو مستلزم ہوگا کہ اس نبی کا عقیدہ توحید ناقص ہے چہ جائیکہ افضل الانبیاء صلوات اللہ علیہ کے متعلق یہ کفری عقیدہ ہو کہ عالم ما کان و ما یکون کو فلاں چیز کا علم نہیں۔

(تحفظ عقائد اهلسنت ص ۸۵۰،۸٤۹)

دلیل ۲:

فاضل بریلوی کی کتاب خالص الاعتقاد ص ٦ پر ہے

رسول اللہ کا علم اوروں سے زائد ہے ابلیس کا علم معاذ اللہ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں

اور یہی بات رسائل اویسیہ جلد ۲ عقائد صحابہ ص ٥ ، شرك کی حقیقت ص ۱۳۲ ،کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب ص ۲٤٥ پر ہے۔

جبکہ یہ بھی آپ کی کتب میں ہے

جو شخص کہے کہ فلاں کا علم رسول اللہ ﷺ سے زیادہ ہے وہ کافر ہے۔

(شرک کی حقیقت ص ۱۲۰،افتخار اهل سنت ص ۲۲)

دلیل ۳:

تمام رضاخانیوں کا اجماعی مسئله هے که سرکار طیبه ﷺ کا علم غیب ان کا کمال هے

دوسری طرف مفتی احمد یار نعیمی لکھتے هیں

رب نے شیطان کو بھی علم غیب دیا۔

(نور العرفان ص۷۵۱)

فاضل بریلوی لکھتے هیں

وہ (صفت) جو غیر مسلم کے لئے ہوسکتی ہے مسلم کے لئے کمال نہیں

(ملفوطات ص ۳۷۸)

تو آپ کے حکیم الامت نے سرکار طیبہ ﷺ کے کمال کا انکار کیا جبکہ آپ کے غزالی زمان احمد سعید کاظمی صاحب نے کمالات کے انکار کرنے پر ضلالت کا فتوی صادر فرمایا ہے

تو معلوم هوا که مفتی احمد یار صاحب گمراهی کے سبب اپنا سب کچھ کھو بیٹھے۔

عقیده حاضر وناظر کی وجه سے کافر و مشرک هونا

دلیل ۱:

محقق بریلویه مولوی ظهیر احمد قادری

برکاتی لکھتے ہیں

حاضروناظر کا مسئلہ سمجھنے کے لئے ٹی وی بہت معاون ہوسکتا ہے۔

(تحفظ عقائد اھلسنت ص ٥٦٧)

دلیل ۲:

مسلک بریلویہ کے محقق مولوی فیض احمد اویسی لکھتے ہیں

ٹیلی ویژن میں غور کرنے سے نئے ذہنوں کے لئے یہ مسئلہ با آسانی واضح ہوجاتا ہے۔

(صحابہ کرام کا عقیدہ حاضروناظر ص ۳۱)

دلیل ۳:

اور تقریبا یہی بات مسلک بریلویہ کے نامور عالم اور مفتی جناب محمد صدیق ہزاروی صاحب نے اپنی کتاب عقائد وعبادات کے ص۱۹ پر لکھی ہے

تفصیل کے لیے مطالعہ فرمائیں۔

جبکہ احمد یار نعیمی گجراتی صاحب لکھتے ہیں۔

حضور کی شان میں ہلکے لفظ استعمال کرنا ہلکی مثال دینا کفر ہے

(نور العرفان پارہ ١٥ آیت ٤٨ حاشیہ نمبر ٦)

اور بریلویوں کی معتمد و مستند کتاب الصوارم الھندیہ میں ہے۔

جب رذائل کے ساتھ کسی چیز کو تشبیہ دی جاتی ہے تو اس سے توھین وتنقیص کے

معنی نکلتے ہیں۔

(الصوارم الهنديه ص ۷)

ٹی وی کی قباحت وشاعت پر اہل بدعت کو بھی اشکال نہیں تو وہاں قبیح چیزوں سے نبی پاک ﷺ کے حاضر ناظر کو تمثیل وتشبیہ دی جا رہی ہے تو فتاوی اپنے گھر کے گھر ہی میں کام آ گئے۔

دلیل نمبر ٤:

مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی صاحب لکھتے ہیں۔

خوارج کا بدترین کفر یہ ہے کہ وہ کفار کی آیتیں مسلمانوں پر فٹ کرتے ہیں۔

(نور العرفان ص۵۱۹)

جبکہ مفتی صاحب نے آیت کریمہ انه یراکم هوو قبیله من حیث لا تروهم جو کہ شیطان اور اسکی جماعت کے متعلق اتری ہے اسکو انبیاء اور اولیاء پر فٹ کیا ہے۔

وہ اس طرح کہ عنوان باندھا ہے محبوبان خدا دور سے دیکھتے سنتے اور مدد کرتے ہیں۔ اور نیچے ان آیت کی فہرست دی ہے جو ان کے گمان میں انکا مدعی ثابت کرتی ہیں اس میں یہ آیت بھی لکھی ہے۔

(دیکھئے نور العرفان ص۱۰۰۷)

دلیل نمبر ٥:

مولوی اشرف سیالوی صاحب لکھتے ہیں

انبیاء واولیاء کو اصنام پر قیاس کرنا اوران کے متبعین اوراطاعت گزاروں کو بت پرستوں پر قیاس کرنا خالص خارجیت ہے۔

(گلشن توحید و رسالت جلد ۲ ص ۱۳۹)

جبکہ مفتی احمد یار نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

جب رب نے گمراہ کو اتنا علم دیا کہ وہ ہر جگہ حاضر ناظر ہے تو نبی کریم ﷺ جو سارے عالم کے ھادی ہیں انہیں بھی حاضر ناظر بنایا۔

(نور العرفان ص ١٨٤)

بت پرستوں پر قیاس مسلمانوں کو کرنا خارجیت ہے تو شیطان پر بنی الانبیاء ﷺ کو قیاس کرنا کونسا سنیت ہے؟

دلیل نمبر ٤:

بریلویوں کے چوٹی کے مناظر مولوی اللہ دتہ صاحب نے حاضر ناظر کو نبی پاک ﷺ کیلئے کمال قرار دیا ہے دیکھئے

(بھیڑ نما بھیڑیئے ص١٦)

اور بریلویوں کے خطیب خان قادری صاحب نے اس کو آپ ﷺ کے فضائل میں سے قرار دیا ہے دیکھئے۔

(عقائد اسلام ص ٣٥)

جب کے دوسری طرف مولوی عبد السمیع رامپوری نے اپنی کتاب میں لکھا ہے تماشا یہ ہے کہ اصحاب محفل میلا دتو زمین کی تمام جگہ پاک ناپاک مجالس مذہبی وغیرہ میں حاضر ہونا رسول اللہ ﷺ دعوی نہیں کرتے ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک ناپاک کفر غیر کفر میں پایا جاتا ہے

(انوار ساطعه ص ۳۵۹)

اب آپ دیکھیں کہ یہ فاضل بریلوی کی مصدقہ کتاب میں شیطان کو اس فضیلت و کمال میں بڑھایا گیا ہے۔

جبکہ اہل بدعت کے علامہ کاظمی صاحب یوں لکھتے ہیں

کسی بنی کے معجزات اور کمالات میں کسی غیر نبی کو نبی سے بڑھ جڑھ کر ماننا توہین نبوت ہے۔

(مقالات کاظمی جلد ۲ ص ۳۲۳)

تو آپ خود دیکھ لیں اس عقیدہ کی وجہ سے یہ لوگ اپنے ہاتھوں ہی اسلام سے دور نظر آرہے ہیں۔

دلیل نمبر ۵:

مفتی احمد یار نعیمی گجراتی صاحب لکھتے ہیں۔

عالم میں حاضر ناظر کے شرعی معنی یہ ہیں کہ قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالمکو اپنے کف دست کی طرح دیکھے اور دور وقریب کی آوازیں سنے یا ایک آن میں تمام عالم کی سیر کرے الخ

(جاء الحق ص۱۳۸)

یہی مفتی صاحب پھر شیطان کی توصیف کیلئے قلم اٹھاتے ہیں کہ

رب نے شیطان کو گمراہ کرنے کیلئے اتنا وسع علم دیا کہ دنیا کا کوئی شخص اسکی نگاہ سے غائب نہیں

(جاء الحق ص ۸۵)

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

ابلیس کی نظر تمام جہان پر ہے کہ وہ بیک وقت سب کو دیکھتا ہے اور تمام مسلمانوں کے ارادوں بلکہ دل کے خطرات سے خبردار ہے کہ نیک ارادے سے باز رکھتا ہے اور برے ارادے کی حمایت کرتا ہے۔

(تفسیر نعیمی جلد ۳ سورہ نمبر ۲ آیت ۲۶۸ ص ۱۱۶)

اب تیسری عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں۔

فاضل بریلوی لکھتے ہیں

وہ جو غیر مسلم کیلئے ہوسکتی ہے مسلم کیلئے کمال نہیں

(ملفوظات اعلی حضرت حصہ چھارم ص ۳۴۱)

اب ان تینوں عبارتوں کو دیکھ کر یہ نتیجہ بآسانی نکالا جا سکتا ہے کہ حاضر و ناظر کا مفہوم مفتی احمد یار نعیمی شیطان و نبی پاک علیہ التحیة و الصلوات کیلئے ایک جیسا مانتا ہے۔ اور فاضل بریلوی نے یہ بتا دیا کہ یہ کمال نہیں۔ اب میں رضاخانی حضرات سے پوچھتا ہوں مفتی احمد یار نعیمی گجراتی نے نبی پاک ﷺ کے کمال کا انکار کردیا تو کوئی فتوی ہے؟ تو کاظمی صاحب نے قریب قریب اس پر فتوی لگایا وہ یوں کہ حضور ﷺ کے کمالات علمی کا نکار کرنا اہل سنت کے نزدیک بدترین جہالت وضلالت ہے۔

(مقالات کاظمی جلد ۲ ص ۲۹۶)

اب انکار جو مفتی صاحب نے کیا اس سے تو بریلوی مسلک میں آپ کے علمی کمال کا انکار ہوا تو

یہ فتوی پھر قبول فرمائیے۔

اس مسئلہ (یعنی انکار بشریت) میں بریلوی اپنی تحریر سے کافر

دلیل نمبر ۱:

بریلوی حضرات کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کی حقیقت نوری ہے مگر آپ لباس بشریت میں تشریف لائے یہ عقیدہ انکی تقریباً ساری کتابوں میں مرقوم نظر آئے گا چند ایک حاضر ہیں۔

(۱) مقالات کاظمی جلد ۱ ص ۷۵ (۲) مقیاس نور ص ۱۳ (۳) نور العرفان ص ۱۹ (٤)تسکین الخواطر ص ۱۱۷ (٥) مقیاس حنفیت ص۲۳٤ (٦)انوار قمریہ ص۹٦ (۷) عقائد اہل سنت مشتاق احمد نظامی ص ۲۲ (۸)رسائل نعیمیہ ص ۷۸(۹) مواعظ نعیمیہ ص ۱۱۹ (۱۰) نور والا حاضر وناظر غیب دان مختار کل نبی ص ۱ (۱۱)عقائد اہلسنت قرآن و حدیث کی روشنی میں از ابو الحسن محمد حبیب الرحمٰن نیازی ص ۹۔ انکے علاوہ بے شمار کتب میں یہی عقیدہ آپ کو لکھا مل جائیگا۔

جبکہ دوسری طرف دیکھیں تو اکابر بریلویہ کی مصدقہ کتاب تبیان القرآن میں لکھا ھے۔

بعض لوگ سیدنا محمد ﷺ کو انسان اور بشر نہیں مانتے وہ کہتے ہیں کہ آپکی حقیقت نور ہے اور بشریت آپ کی صفت یا لباس

(تبیان القرآن جلد ۲ ص ٤٥٣)

یعنی لباس بشریت کہنے والے بشریت کے منکر ہیں بشریت کونہیں مانتے۔تو

ثابت ہوا کہ یہ سب لوگ بشریت کونہیں مانتے

اور آگے آئیں

مفتی احمد یار نعیمی گجراتی نے بڑی ڈھٹائی سے لکھا کہ انکو بشر ماننا ایمان نہیں۔

(تفسیر نعیمی جلد ۱ ص ۱۰۰ مکتبہ اسلامیہ)

خواجہ قمر الدین سیالوی صاحب کے ملفوظات میں لکھا ھے :

جوذات اقدس سے پہلے بشر (ابوالبشر) سے بھی پہلے موجود ہوتو اس مقدس ومطہر ہستی کو بشر کہنا یا ماننا کس طرح صحیح ہے۔

(انوار قمریہ ص ۹٦)

اور یہی بات مفتی عبدالمجید خان سعیدی نے مصلحانہ کاوش کے ص ۱۵۱ پر بھی ہے

اور مولوی ظہیرالدین قادری برکاتی صاحب لکھتے ہیں جو آدم کی آدمیت سے بھی پہلے ہووہ بشر کیسے کہلائے گا۔

(تحفظ عقائد اھلسنت ص ٦٧٥)

مولوی عمر اچھروی کھتا ھے ۔

ان آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ بشریت کی ابتداء واظہار فی الخارج حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی حضور اکرم ﷺ کی ابتداء سب مخلوق سے مقدم تھے۔

(مقیاس نور ص ۳۳)

یعنی حضور ﷺ بشر نہ ہوئے یہ سب بشریت کے منکرین اکٹھے ہوئے کھڑے ہیں اب فتوی بھی ہمارے گھر سے نہیں بلکہ انکی منہ مانگی مراد حاضر ہے جوتا بھی اپنا اور سر بھی اپنا

جوشخص انبیاء ورسل کی بشریت کا انکار کرتا ہے وہ ان کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(انوار رضا ص ١٤٨، انوار کنز الایمان ص ٨٥١۔ جمال کرم جلد ١ ص ٧٣٧، المیزان کا احمد رضا نمبر ص ١٤٣، ضیاء حرم کا اعلی حضرت نمبر ص١٥٨)

مفتی صدیق ہزاروی صاحب لکھتے ہیں۔

انبیاء اکرام بشر تھے اوران کے بشر ہونے کا انکار کفر ہے۔

(عقائد و عبارت ص ١٢، نورانیت مصطفی ﷺ سے انکار کیوں ص ٩، روئیداد مناظرہ گستاخ کون ص١٢٣)

مولوی ابو کلیم صدیق فانی لکھتے ہیں ۔

حضور کی بشریت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

(انوار احناف ص ١٨٢)

مفتی محمد امین صاحب لکھتے ہیں ۔

جوشخص نبی اکرم ﷺ کی بشریت کا منکر ہے وہ تو مسلمان ہی نہیں۔

(مقام مصطفی ص ٣٣)

افسوس کہ مفتی صاحب نے اب حوالہ نکال دیا ہے۔

جنھیں دیکھ کر شرمائیں یھود

توبہ سب ہی اپنے آپ کو ہی کافر کہنے پر لگے ہوئے ہیں
خدا تعالی عقل وفھم عطا فرمائے

دلیل نمبر ٢:

بہت سارے بریلوی حضرات نے امت مسلمہ کو دھوکہ دینے کیلئے نبی پاک ﷺ کیلئے بشریت کا لفظ استعمال فرمایا ہے

جیسے یوں لکھا

حضرت مخلوق و بشر ہیں

(فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں ص ٥٧)

اسی طرح ملتے جلتے الفاظ مواعظ نعیمیہ ص ١٨، شان حبیب الرحمٰن ص ١٠٠، جاء الحق ص١٧٦، تحقیقات ص ٩٦، توضیح العقائد ص ٧٦، نور علی نور ص٤٨، انوار رضا ص ٤٧، انوار کنز الایمان ص ٣٥١، نبوت مصطفی ہر آن ہر لحظہ ص ١١٤، بہار شریعت ص ١١، کتاب العقائد ص ٩ ، رسائل اعلی حضرت ص ٨٣، وغیرہ کئی کتابوں میں آپ کو یہ لکھا ہوا مل جائے گا

مگر جب یہی لوگ دوسری کروٹ لیتے ہیں تو یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں۔

بشر کهنے والا کافر هے۔

شهنشاه کل ص ٤٥،٤٤، نور العرفان ص ٦٣٦، ٤٤٨، رسائل نعیمیه ص ٤٦٨، رشدالایمان ص ٤٥، خزائن العرفان ص ٥، ضرورت مرشد ص ٢٣٥، محمد اول ﷺ ص ١٨٤،١٧٧، خیر بشر کی نوری بشریت ص ٤٣٨،٦٦،٥٧، انوار سیفیه حصه عقائد ص١١٧، ١١٨، وغیرها کئی کتب میں موجود هے

کبهی یوں کهتے هیں۔

انبیاء کو بشر کهنا کفار اور ابلیس کا شیوه هے

ابلیس تا دیوبند ص ٤٥، تحفظ ایلسنت ص ١٧٠، علم قرآن ص١٣٩، خیر بشر کی نوری بشریت ص ٥٧، حق پر سنی ص ٤١، حق پر کون ص ٢١٠، محمداول ﷺ ص ١٧٧،

تو یہ سب فتوے بشمول فاضل بریلوی اب سب حضرات کی گردن میں فٹ آ گئے

اوران سب کے لئے ایمان لیوا ثابت ہوئے۔

دلیل نمبر ۳:

بریلوی حضرات جولباس بشریت کا قول کرتے ہیں ان کے قول کو اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو وہ کہہ رہے ہیں کہ حضور کی خلقت نور ہے اور بشریت ایک لباس ہے۔

مقالات کاظمی جلد ا ص ۵۷ سے معلوم ہو رہا ہے کہ نبی پاک ﷺ کی خلقت نور سے ہے مٹی سے نہیں۔

جبکہ فاضل بریلوی صاحب نبی پاک ﷺ کا فرمان لکھتے ہیں۔

انا و ابوبکر و عمر خلقنا من تربة واحدة

میں اور ابوبکر وعمر ایک ہی مٹی سے بنے ہیں۔

(فتاوی افریقہ ص ۹۰ نوری کتب خانہ ، شبیر برادر ص ۸۷، اکبر بک سیلرز ص۸۸)

اب معلوم ہوگیا کہ فاضل بریلوی کا عقیدہ اور ہے باقی لباس بشریت کا قول کرنے والوں کا عقیدہ اور ہے اور یہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہیئے کہ جو احمد رضا کا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے۔

(الصوارم الهندیہ ص ۱۳۸، فتاوی صدرالافاضل ص۱۳٤، انوار شریعت ص ۱٤۰)

اب بتائیں کہ وہ لوگ جولباس بشریت کا عقیدہ رکھے بیٹھے ہیں اور خلقت نور سے مان رہے ہیں وہ سب اپنوں ہی کے فتوے سے اسلام وایمان سے فارغ ہو چکے ہیں۔

دلیل نمبر ٤:

بعض لوگوں کے یوں بخت خراب ہوئے کہ نبی مکرم ﷺ کی بشریت مبارکہ کو

خنزیر وغیرہ کی مثالیں سنا کر انکار کروانے لگے مثلاً

خود ہی سوال نقل کرتے ہیں اور پھر جواب دیتے ہیں

(سوال) جب حضور بشر ہیں تو انہیں کہنے میں کیا حرج ہے

(جواب) یہ قائدہ شرعی اصول میں سے ہے کہ کسی ایک شئے کا ہونا اور بات ہے اور اس پر کسی شئے کا اطلاق نہ ہونا اور بات ہے مثلاً اللہ تعالی کائنات کی ہر شئے کا خالق ہے یہاں تک کہ خنزیر کتے بلے (کا مگر یوں کہا نہیں جائے گا اسی طرح بشریت انبیاء العیاذ باللہ)

(ابلیس تا دیوبند ص ٤٦، رسائل اوسیه جلد ٥)

مولوی اشرف جلالی صاحب لکھتے ہیں

ایک محرک یہ ہے کہ جب ایک لفظ ہے تو اسکو بولنے میں کیا حرج ہے (یعنی حضور ﷺ جب بشر ہیں تو بولنے میں کیا حرج ہے) کوئی لفظ ہوتا ہے لیکن بولا نہیں جاتا کیا یہ سب کا عقیدہ نہیں کہ خنزیر کا خالق بھی اللہ ہے۔

(مفهوم قرآن بدلنے کی واردات ص ١٨٧)

اب دیکھئے کہ کیسے بنی پاک ﷺ کی پاک بشریت کیلئے مثال خنزیر کتے بلے کی لائی جا رہی ہے کہ جیسے خدا خالق الخنزیر ہونے کے باوجود کہا نہیں جائیگا اسی طرح نبی پاک ﷺ بھی بشر ہونے کے باوجود انکو بشر کہا نہیں جائیگا۔ (العیاذ باللہ)

اب آئیے دیکھئے بریلویوں کے گھر کو دوسری طرف سے

جب رذائل کے ساتھ کسی چیز کو تشبیہ دی جاتی ہے تو اس سے توھین و تنقیص کے معنی نکلتے ہیں۔

(الصوارم الهنديه ص ٧)

حضور کی شان میں ہلکے لفظ استعمال کرنا ہلکی مثال دینا کفر ہے

(نور العرفان پارہ ١٥ آیت ٤٨ حاشیہ نمبر ٦)

جانوروں کے ساتھ کسی جنس کا ذکر کیا جائے تو اسکی توہین ہے

(روئیداد مناظرہ گستاخ کون ص ٥٤)

اب بتائیں یہ اویسی یہ جلالی نبوت کی توہین کر کے گستاخ رسول بنے یا نہیں؟

دلیل نمبر ٥:

لباس بشریت کا قول آپ دیکھ چکیں ہیں اہل بدعت کے گھر میں کثیر الاستعمال ہے مگر دوسری جانب بھی دیکھیں

پیر کرم شاہ بھیروی لکھتا ھے ۔

شیطان ایک نجدی سردار کے لباس میں نمودار ہوا

(ضیاء القرآن جلد ٥ ص ١٨٣)

لباس انسانی میں شیطان کو بھی مان رہے ہیں۔

اور مسلک کے ایک ذمہ دار عالم ھیں لکھتے ھیں

(کافروں نے کہا) اے لوگو محمد بشر ہرگز نہیں محمد کے روپ میں ہمارا خدا ہی ہمارے سامنے آ گیا بلکہ یوں کہو کہ محمد دراصل خدا ہیں کالبدن انسانی ہمارے سامنے آ گئے ہیں۔جس نے بشری پیکر میں جلوہ نمائی کی ہے جنہوں نے آدمی کا لباس اختیار کر کے ہماری زمیں میں تشریف آوری کی ہے۔

(تحفظ عقائد اہل سنت از ظہیر الدین قادری برکاتی ص ٦٨١)

تو اب ہمیں معلوم ہوا کہ رضاخانی حضرات کے پاس یہ عقیدہ ہے کہ آپ کی حقیقت تو نور ہے اور لباس بشری میں آپ تشریف لائے اور یہ عقیدہ مشرکین مکہ سے آیا ہے (العیاذ باللہ)

دلیل ٦:

مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں کہ انبیاء کی بشریت ان کا کمال ہے۔

(جاء الحق ص ۱۷۹)

جبکہ آپ دیکھ چکے ہیں کہ سرکار طیبہ ﷺ کی بشریت مبارکہ کے انکار کرنے پر ہی رضاخانی جماعت لگی ہوئی ہے۔ یہ بات آپ باحوالہ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ آپ دیکھئے اب یہ ہوا کہ کاظمی صاحب بھی میدان میں آئے اور بول اٹھے جسکا مقصود یہ تھا کہ انبیاء کے کمالات کا انکار کرنا توہین نبوت ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے الحق المبین ص ۷۰

تو نعیمی اینڈ کمپنی اس فتوے کی زد میں آگئے۔

ہم اور بھی دلائل پیش کر سکتے ہیں مگر مقصد صرف تذکیر اور خیر خواہی ہے۔ اللہ پاک سمجھ عطا فرمائے۔

عقیدہ مختار کل کی وجہ سے بریلوی حضرات کا بے دین ہونا

دلیل ۱:

مفتی امین صاحب فیصل آبادی لکھتے ہیں:

''اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی ذات ستودہ صفات میں عیب تلاش کرنا ہوگا کہ نبی کو فلاں چیز کا علم نہیں فلاں چیز کا اختیار نہیں''

(دو جہاں کی نعمتیں ص۳۹)

مختار کل کا حصہ ہی معجزات وکرامات کا اختیار ہونا ہے۔

چنانچہ اپنے اس عقیدے پر محقق بریلویہ مفتی فیض احمد اویسی لکھتے ہیں

انبیاء علیہم السلام کا معجزات اور اولیاء کرام کا کرامات کے اظہار پر اختیار اہل حق کا مذہب ہے اور اس سے انکار اہل باطل اور اس انکار کی بنیاد ابلیس لعین نے رکھی۔

(حضور ﷺ کے معجزات و اختیارات ص ۹۵)

اویسی صاحب ایک اور جگہ یوں فرماتے ہیں

رسول ﷺ (کا) ہر فعل وقول اور عمل مبنی بر حکمت ہوتا ہے اس سے آپ کی لاعلمی اور عدم اختیار ثابت کرنا جاہلوں اور نبوت کے گستاخوں کا کام ہوتا ہے۔

(لا علمی میں علم ص ۱۵)

جبکہ پیر مہر علی شاہ صاحب فرماتے ہیں

نہ حصول خیر کسی کے ہاتھ میں ہے اور نہ دفع ضرر کسی کے اختیار میں جو کچھ بھی ہے خواوند تعالی کے ہاتھ میں ہے۔

(مہر منیر ص ۲۷۳)

مولوی ابو الحسنات قادری لکھتے ہیں

آدم علیہ السلام نے فرمایا حکم الہی کے خلاف نہ ہو گا۔ مجھے ترمیم کا کوئی اختیار نہیں۔

(اوراق غم ص۷)

مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں

وہ عذاب جس میں تم جلدی کررہے ہو میرے قبضے و اختیار میں ہوتا تو اب تک میرا تمہارا فیصلہ ہو چکا ہوتا تمہارا کام ختم ہو چکا ہوتا۔

(تفسیر نعیمی جلد ۷ ص ۵۰۷)

یہی موصوف لکھتے ہیں

میں پہاڑ کو سونا بنانے یا خلق اشیاء پر قدرت نہیں رکھتا۔

(مواعظ نعیمیہ حصہ دوم ص۲۶۲)

مسلک بریلویہ کے بزرگ مولوی عبد المالک صاحب لکھتے ہیں

اے محمد (ﷺ) یہ ضروری نہیں ہے کہ جس کو تم دوست رکھو وہ ہدایت پر آ جائے بلکہ یہ امر خدا کے اختیار میں ہے جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے''

(شرح کبیرت احمر ص ۱۰۳)

مفتی مظہر اللہ لکھتے ہیں :

''تم کو عذاب الٰہی سے ڈرایا جاتا ہے تو ڈھیٹ بن کر اس عذاب کی جلدی کرتے ہو وہ عذاب میرے اختیار میں نہیں وہ اللہ کے اختیار میں ہے''

(تفسیر مظہر القرآن جلد ۱ ص۳۸۵)

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

''مجھے اس عذاب کے نازل کرنے یا اس کو مقدم اور مؤخر کرنے پر قدرت نہیں ہے اور اگر بالفرض یہ معاملہ میرے اختیار میں ہوتا تو میں تمہارے مطالبہ عذاب کو لا چکا ہوتا''

(تبیان القرآن ص ۴۹۵ جلد ۳)

اب دیکھئے یہ لوگ اویسی اور فیصل آبادی کے فتوے سے ایمان کی دولت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

دلیل ۲:

فاضل بریلوی صاحب لکھتے ہیں

یہ محتاجی ہی منشاء شفاعت ہے جہاں محتاجی نہ ہو خود اپنے حکم سے جو چاہے کر دیا جائے شفاعت کی کیا حاجت ہے۔

(فتاوی افریقه ص ۱۲۸،ص ۸۲)

اگر بریلوی دعوی جات کو مانا جائے تو سرکار طیبہ ﷺ کا شافع محشر نہ ہونا لازم آتا ہے۔جیسا کہ فاضل بریلوی لکھتے ہیں شفاعت کی اس کو کیا حاجت ہے جس کے حکم سے کام ہو جائے۔تو شافع محشر ہونے کا انکار مختار کل کا عقیدہ ہے۔اور جو سرکار مدینہ ﷺ کو شافع محشر نہ مانے اس کو ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔

"اب ہم آپ کا بدعتی ہونا واضح کیے دیتے ہیں"

ہم جاءالحق میں کی گئی تعریف کی طرف بعد میں آتے ہیں پہلے تھوڑی سی تمہیدی گفتگو عرض خدمت ہے بدعت صرف دین میں نئے کام شروع کرنے ہی کو نہیں کہتے بلکہ عہد صحابہ کرام کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ کسی کام کی کیفیت بدل دینا بھی بدعت کے زمرے میں آتا ہے۔

ہماری اس دلیل پر بشرط فہم غوروفکر کریں۔

چاشت کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کئی صحابہ کرام سے پڑھنا منقول ہے مگر اس کی اجتماعی حیثیت اس وقت نہ تھی،حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے لوگوں کو مسجد میں چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا یہ بدعت ہے جیسا کہ صحیح مسلم شریف ج اص ۴۰۹ پر روایت موجود ہے۔

اب یہی نماز خود آنحضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت اور صحابہ کرام سے بھی مگر لوگ اجتماعی صورت اختیار کر گئے تو صحابی جلیل حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اسے بدعت مذمومہ

قرار دیا۔

معلوم یہ ہوا کہ دین کی جن کو سمجھ تھی ان کا کہنا یہ ہے کہ یہ بدعت ہے یعنی کسی بھی شرعی کام کو جو انفرادی حیثیت کا تھا اسے اجتماعی شکل دے دینا بھی بدعت کہلائے گا چاہے وہ کام اصل کے اعتبار سے شرعاً ثابت ہی کیوں نہ ہو۔

میں اس پر ایک مثال عرض کروں ایک آدمی اگر ظہر سے پہلے چار رکعات کو پڑھتا ہے مگر ایک دن وہ مولوی صاحب سے کہنے لگا کہ آپ مجھے یہ چار سنت جماعت سے پڑھنے دیں مگر مولوی صاحب نہ مانیں گے اور یہی کہیں گے یہ بدعت ہے ناجائز ہے۔

سنت تو چار ہی رہیں گی، ہوگی بھی سنت، پڑھی بھی پہلے جائیں گی۔ قرأت بھی سب میں ہوگی مگر اجازت آپ نہیں دے سکتے کیونکہ یہ خاص کیفیت شرعی نہیں بلکہ بدعت ہے اور ناجائز ہے۔ اسی طرح نسائی شریف میں روایت ہے کہ حضرت ابو مالک اشجعی نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی انہوں نے بھی قنوت نہیں پڑھی۔ ابوبکرؓ کے پیچھے بھی پڑھی انہوں نے بھی نہیں پڑھی۔ عمرؓ کے پیچھے بھی پڑھی انہوں نے بھی قنوت نہیں پڑھی اسی طرح عثمان و علیؓ کے متعلق فرمانے کے بعد فرمایا بیٹا یہ بدعت ہے۔

(نسائی ج ۱ ص ۱٦٤)

اس کا حاشیہ وصی احمد محدث سورتی صاحب کا ہے تو بین السطور میں لکھا ہے **المواظبة عليها**۔ کہ اس قنوت کو ہمیشہ ہی فجر کی نماز میں پڑھتے رہنا بدعت ہے۔

تو دیکھئے یہ قنوت نبی پاک علیہ السلام سے ثابت بھی ہے مگر کسی نے اس پر مواظبت اختیار کر لی تو یہ بدعت بن گیا۔

ان باتوں سے آدمی کو سنت کی اہمیت اور بدعت کی حقیقت سمجھ آتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بدعت سے کتنی نفرت فرماتے تھے اور سنت سے کتنا پیار کرتے تھے۔

ایک اور روایت دیکھیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت کو جو مسجد میں بلند آواز سے لاالہ الا اللہ اور درود شریف پڑھ رہے تھے اوران سے فرمایا میں تمہیں بدعتی سمجھتا ہوں۔

(شامی ج ۲ ص ۳۵۰)

حالانکہ ذکر کے فضائل بھی موجود ہیں اور درود شریف پڑھنے کے فضائل ومناقب بھی مشہور ومعروف ہیں مگر سنت کے محافظ اور شریعت کے چوکیدار حضرات نے اس خاص کیفیت کو اور ہیت اجتماعیہ کو نہ صرف بدعت سمجھا بلکہ ڈانٹا بھی اور مسجد سے بھی ان کو نکال دیا۔

ان روایات سے معلوم ہوگیا کہ بدعت صرف نئے کام کو ہی نہیں کہتے بلکہ اگر کسی دینی کام کی ہیت وکیفیت میں تبدیلی کردی جائے تو شریعت اس کو بھی مذموم سمجھتی ہے اوراس کو مذموم سمجھنا چاہیئے۔

مگر ہوا یہ کہ ہندوستان میں ہندوؤں کے اختلاط سے مسلمان جہلا بھی رسوم ورواج پر جری ہوگئے۔

شیخ عبدالحق محدث دھلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ھیں۔

ممالک عربیہ میں حرمین اور غیر عربی ممالک کے کسی دوسرے شہر میں (ہندوستان کے سواء) ان امور (بدعات) کا کوئی رواج نہیں اس سے ثابت ہوتا ہے عین ممکن یہ ہے بلکہ یقین واثق ہے کہ ہندوستان کے ہندوؤں کے دیگر رسوم انجام دینے کی طرح ہندی مسلمانوں نے اس رسم کی بھی پیروی کی۔ جیسے ہندو دیوالی کے تہوار پر اپنے گھروں کی دیواروں اور طاقوں میں دیئے جلاتے ہیں اور ہندوستان کے ہندوؤں میں کفر کی وجہ سے بدعتی امور بکثرت رائج ہیں چونکہ مسلمانوں کے ہندوؤں سے بڑے اختلاط رہے۔ ہندوؤں نے اپنی عورتوں کے ساتھ مسلمانوں کی شادیاں کیں اسی اختلاط عام اور رہن سہن کے طریقہ اختیار کرنے کے سبب مسلمانوں نے بھی روشنی کرنے کی رسم ڈال لی ہے۔

(مومن کے ماہ و سال ص۱۹۸،۱۹۷ دارالاشاعت کراچی)

جاہل مسلمانوں میں رسم ورواج عام تھے فاضل بریلوی بہت بڑے چالاک اور مکار تھے انہوں نے اس بات کو بھانپ کر اپنے مسلک کی بنیاد ہی مختلف عقائد اوران رسوم و رواج پر ڈالی جوعوام میں رائج تھے وہی جہلا ان میں آ گئے تو یہ بغلیں بھی بجانے لگے مگر تھے سب بھولی بھیڑیں نہایت ہی بے وقوف۔ یونہی بریلویت کی گاڑی چلنے لگی اور پھران رسوم ورواج اور بدعات کودلائل بدعت کی فیکٹری، منظرالاسلام سے مہیا ہونے لگے۔اب ان بدعات ورسومات کے ہندوستان میں پھیلنے کی وجہ جو ہے وہ ہم نے عرض کردی ہے۔اب ہم چند باتیں بدعات پر اورعرض کرتے ہیں۔

ا۔ بدعت کاتعلق دین سے ہے دنیاوی مسائل سے نہیں ہے۔اگر دنیاوی کاموں میں کوئی نیا کام ہوجائے تو اسے بدعت وممنوع نہیں کیا جائے گا۔

کیونکہ ممنوعات و بدعات دین میں ہوتی ہیں مثلاً اللہ کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا جو ہمارے دین میں نئی چیز پیدا کرے جواس میں نہ ہووہ مردود ہے تو بات دین کی فرمائی ہے دنیاوی چیزوں اورکاموں کے متعلق ارشادنہیں فرمایا۔

اگرکوئی ۱۴اگست وغیرہ کرتا ہےتو یہ بدعت نہ ہوگا اگرکوئی ۶ ستمبر کا جشن مناتا ہے تونہ یہ دینی کام ہےاس کوکوئی بھی شرعی نہیں سمجھتا۔ہاں اسراف وفضول خرچی ممنوع ہے۔

اور فاضل بریلوی بھی لکھتے ہیں۔

رہااس کا (حقہ) بدعت ہونا یہ کچھ باعث ضررنہیں کہ یہ بدعت کھانے پینے میں ہے نہ امور دین میں تواس کی حرمت ثابت کرنا ایک دشوار کام ہےجس کا کوئی معین و یاور ملتا نظر نہیں آتا۔

(احکام شریعت ص۲٦٥ حصہ سوم مسئلہ نمبر۳۷)

معلوم ہوا کہ بدعت و ممنوع کا فتویٰ دینی کام

سمجھ کر جو کیا جا رہا ھے اس پر لگے گا۔

باقی مفتی صاحب کا اس حدیث کے جواب میں یہ کہنا کہ ’’دینی کام کی قید لگانا محض اپنی طرف سے ہے احادیث صحیحہ اور اقوال علماء اور محدثین کے خلاف ہے۔

(جاء الحق مسئلہ بدعت باب نمبر دوم ص۲۲۳ جواب اعتراف نمبر ۱)

من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهوردّ.

جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسی رائے نکالے جو کہ دین سے نہیں ہے تو رہ مردود ہے۔

(جاء الحق ص۲۱۷ بدعت کا معنی و اقسام باب اول)

تو ذریت مفتی صاحب بتائے اگر دین کی قید اپنی طرف سے ہم نے لگائی ہے تو پھر یہ ترجمہ مفتی صاحب نے کیوں کیا؟

دوسری بات یہ بھی یاد رکھنی ہے کہ بدعت مسائل تک رہے گی وسائل میں نہیں ہوگی۔

مثلاً علم تک پہنچنے کا وسیلہ مدرسہ ہے، کمرہ ہے تو یہ بدعت نہ کہلائے گا۔ قرآن پڑھنے تک پہنچنے کا وسیلہ نورانی قاعدہ ہے اس لئے اس کو بدعت نہ کہا جائے گا۔ دیگر علوم فلسفہ و منطق وغیرہ وسائل بھی بدعات کے زمرے میں نہیں آئیں گے بلکہ مسائل بدعات کے زمرے میں آئیں گے۔

اور تیسری بات یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہمیشہ یہ حکم بدعت کا ان مسائل میں لاگو کیا جائے گا جن کو ثواب سمجھ کر شروع کیا گیا۔ ورنہ جو چیز بطور علاج ہو اس کو بدعت کے زمرے میں نہ لایا جائے گا مثلاً ایک جلوس میلاد شریف کا بریلوی نکالتے ہیں وہ ثواب سمجھتے ہیں تو یہ دین میں اضافہ بطور ثواب ہے لہٰذا بدعت ہے۔

مگر جلوس احرار اسلام والے چناب نگر میں نکالتے ہیں وہ بدعت نہیں، کیونکہ یہ

ثواب نہیں ہے بلکہ علاج ہے کیونکہ سارے سال میں مرزائیت کی طرف سے سختی کی وجہ سے جلوس وغیرہ کام نہیں کئے جا سکتے اس ۱۲ ربیع الاول کو عمومی چھٹی کی وجہ سے ہمارے اکابر کو موقع مل گیا کہ وہ جا کر قادیانیوں کو دعوت اسلام دیں آئیں اور وہ جاتے بھی دعوت کی خاطر ہیں۔ یا ایک جلوس میلاد ہے اور ایک طرف ۲۲ جمادی الثانی کو یوم صدیق اکبر رضی اللہ کے موقع پر احتجاجی جلوس ہے وہ بدعت ہے اور یہ نہیں کیونکہ وہ بطور ثواب ہے اور یہ بعض لوگوں کا زور توڑنے کے لئے ہے اوران کا اثر ورسوخ کتنا ہے اس سے ہر شخص باخبر ہے۔

اس پر دلیل یہ بھی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دین میں نئے کام کو شروع فرمانے کو بدعت فرمایا ہے۔ دین میں کوئی کام نیا نکالنا تو بدعت ہوگا مگر دین کی حفاظت کیخاطر کوئی کام کیا جائے تو وہ بدعت کے زمرہ میں نہ ہوگا۔ جیسے ایک حکیم نے مریض کو بتایا کہ ہرڑ، آملہ، اور بہیڑہ جس کو ترپھلہ کہتے ہیں ہاون دستے میں کوٹ لو صاف کر کے روزانہ ایک چمچ نہار منہ استعمال کرو۔ اس نے تینوں دوائیں لے کر صاف کر کے گرینڈر سے پیس لیں اور ایک چمچ کے کیپسول بھر کے دیکھے وہ چار یا پانچ بنے اس نے کیپسول کھانے شروع کر دیئے تو یہ احداث فی النسخہ نہیں بلکہ احداث للنسخہ ہے اسی طرح ہمارے نئے کام دین کی حفاظت کے لئے ہیں اور بریلویوں رضا خانیوں کا دین میں ثواب کی خاطر اضافہ ہے۔

جیسے جہاد کے لئے توپ اور ٹینک کو استعمال کرنا اگر چہ یہ چیزیں حفاظت دین کے لئے ہیں پہلے دور میں استعمال نہ ہوتی تھیں مگر آج حفاظت کے لئے یہ چیزیں استعمال کرنا درست ہیں۔ تو یہ چند باتیں مفید رہیں گی اس لئے میں نے عرض کر دی ہے۔

اب آئیے جاء الحق کی طرف۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

بدعت سیئہ وہ ہے جو کہ کسی سنت کے خلاف ہو یا سنت کو مٹانے والی ہو۔

آگے لکھتے ہیں

بری بدعت وہ ہے جو سنت کے خلاف ہو۔

آگے لکھتے ہیں۔

اس حدیث اوراس کی شرح سے یہ معلوم ہوا کہ بدعت سیہ یعنی بری بدعت وہ ہے کہ جس سے سنت مٹ جاوے۔

آگے لکھتے ہیں جو بدعت اسلام کے خلاف یا کسی سنت کومٹانے والی ہووہ سیہ۔

(جاء الحق بدعت کے معنی و اقسام ص۲۱۶،۲۱۷،۲۱۸ باب اوّل)

یعنی بدعت سیئہ وہ ہے جو سنت کو مٹانے والی ہو یا سنت کے خلاف ہو۔

ہم اس پر تبصرہ بجائے خودکرنے کے حضرت مجددالف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے پیش کرتے ہیں۔

وہ لکھتے ہیں۔

باید دانست کہ بعضے ازبدعتہا کہ علماء مشائخ آنرا دانستہ اندچوں نیک ملاحظہ نمودہ می آید معلوم می شود کہ رافع سنت اند مثلاً درتکفین میت عمامہ رابدعت حسنۃ گفتہ اند بآنکہ ہمیں بدعت رافع سنک چہ زیادتی برعدد مسنون کہ سہ ثوب باشد نسخ است و نسخ عین رفع۔

(منتخبات از مکتوبات امام ربانی ص۱۰۱ مکتوب نمبر۱۸۶)

جاننا چاہئے کہ بعض بدعتوں کوعلماء ومشائخ حسنہ کہتے ہیں اگر بغور ملاحظہ کیا جائے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ رافع سنت (سنت کومٹانے والی) ہے مثلاً کفن دینے میں عماہ کا اضافہ کرنا بدعت حسنۃ کہا جاتا ہے تو یہ بھی سنت کفن کو مٹانے والی ہے کیونکہ سنت کفن میں یہ ہے کہ تین کپڑے ہوں اور یہ منسوخ کرنے والی بدعت ہے۔منسوخ اوررفع کرنا ایک ہی بات ہے۔

اس طرح دیکھئے ۔

جنازہ کے بعد وہیں اجتماعی دعا کرنا، اذان سے قبل صلوۃ وسلام پڑھنا، نماز کے بعد ذکر بالجہر کرنا، وغیرہا من البدعات بھی ایسی ہی ہیں جب ان اصل اعمال پر یہ زیادتی کردی گئی تو عمل مسنون، تو ختم ہو گیا کیونکہ عمل مسنون تو صرف جنازہ تھا، اذان تھی وغیرہا تو جب ان پر اضافہ ہو گیا تو سنت کے خلاف ہو گیا اور سنت اس موقع کی اٹھالی گئی یا یوں سمجھئے کہ نبی پاک علیہ السلام کے طریقہ مبارکہ میں اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام نہ تھا آپ کے طریقہ مبارکہ میں جنازہ کے بعد مروجہ دعا نہ تھی دیکھئے تفصیل کے لئے

(روضة القيوميه ج١ ص٤٤٩)

تو اب ان جگہوں پر یہ کام شروع کر کے آپ کی سنت کو بدلا گیا اصل میں یہ کام نہ کرنا سنت تھا اب کیا جا رہا ہے ان کاموں نے سنت بدل دی گئی۔ تو یہ بدعت سیہ ہی ہوئے

مفتی صاحب کے چند دلائل کا جائزہ

١. من سن فی الاسلام سنة حسنة الخ .

(مشکوہ شریف باب العلم)

جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کا بھی جو اس پر عمل کریں گے۔ الخ

(جاء الحق بدعت کے معنی واقسام ص٢١٧ باب اول)

جواب

پہلی بات تو یہ کہ اس پوری روایت کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک قوم آئی تھی جو نہایت غریب تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے ساتھ تعاون کی ترغیب دی اور اس ترغیب میں آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ

ترغیب یہ تھی کہ جو پہل دے گا اسے اس کار خیر کے شروع کرنے کی وجہ سے اپنا اور بعد میں دینے والوں کا بھی اجر ملے گا۔

اور اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو عام یہ حکم دیا گیا ہے کہ جو اچھا کام شروع کرنا چاہیں کر لیں تو پھر میرا سوال یہ ہے کہ اگر مسلمان جنازے کے بعد صفوں میں یا کھڑے ہو کر دعا مانگنے کو اچھا سمجھ لیں تو آپ نے کیوں اسے منع قرار دیا کہ کھڑے ہو کر تو ہم بھی منع کرتے ہیں؟

اگر کوئی طبقہ اذان کے درمیان میں صلوۃ وسلام کو پسند کرے تو کیا یہ جائز ہو جائے گا؟

کیا کوئی طبقہ اذان کو لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ پر ختم کرے تو کیا یہ جائز ہو جائے گا؟

کیا کوئی طبقہ ظھر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر النوم کا اضافہ کرے کہ سوئے ہوئے لوگ جاگ جائیں تو کیا یہ جائز ہے؟

دعوت اسلامی نے ٹی وی چینل چلایا اور وہ اسے کارخیر کھتے ھیں تو بریلوی حضرات نے مخالفت کیوں کی؟

انہوں نے سبز پگڑی کو سنت وشعار بنایا اور اسے کار خیر بتایا تو بریلویوں نے مخالفت کیوں کی۔ انہوں نے اپنے الیاس عطاری کو امیر اہلسنت کہنے کا رواج دیا اور اپنے زعم میں اسے کار خیر سمجھا تو ابوداؤد صادق نے کیوں مکتوب بنام ابوالبلال میں اس پر رد کیا۔

ہم اس طرح کی کئی بدعات و رسومات پر نقدوتبصرہ عرض کر سکتے ہیں۔

آپ بھی ان کاموں پر حرف طعن بولیں گے مگر یہ خیال رکھیں کہ کہیں حدیث کی مخالفت تو نہیں ہورہی؟ پس جو جواب تمہارا وہی ہمارا تصور فرمالیں۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

روی عن ابن مسعود ماراہ المومسنون حسنا فھو عند اللہ حسن.

(جاء الحق ص۲۱۹)

حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

جواب

مفتی صاحب اگر پوری روایت لکھ دیتے جو اس ٹکڑے کے بعد بھی ہے کہ فماراہ المومنون قبیحا فھو عند اللہ قبیح۔جس کو مسلمان برا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی برا ہے۔تو لوگ سمجھ لیتے کہ اگر یہ چندلوگ اچھا سمجھتے ہیں تو یہ مسلمان اہل السنۃ دیوبندان بدعات کو برا سمجھتے ہیں تو پھر یہ حدیث آدھی ہمارے بھی موافق ہوئی تو پھر آپ کو اس کے صحیح معنی کی طرف آنا پڑتا

تو علامہ ابراھیم بن محمد حلبی صاحب ملتقی الابحر لکھتے ہیں۔

فیکون المراد الصحابۃ فقط

(الرھص والوقص لمستحل الرقص ص۶۳)

کہ مسلمان کے لفظ سے مراد صحابہ کرام ہیں۔

آگے لکھتے ہیں۔

فیرواداھل الاجتھاد والعلماء العالمون فی کل زمان فھم الکا
ملون فی صفة الاسلام.

(الر ھص والو قص لمستحل الرقص ص ٦٤)

یامراداس سے مجتہدین ہیں اور ہر زمانہ باعمل علماء یہی لوگ صفت اسلام میں کامل
ہیں۔تو یہ لوگ سنتوں کی پابندی کریں والے ہی ہو سکتے ہیں نہ کہ اہل بدعت ہم حیران ہیں کہ
اہل بدعت کو کیا ہو گیا ہے؟ کیونکہ یہ لوگ تو بدعات کو رواج دینے والے ہیں نہ کہ اسلام کو
پھیلانے والے ہیں۔

ادھر مفتی صاحب نے حدیث کا معنی ایسے کردیا کہ ہر جاہل مسلمان کو سند دے دی
کہ جس کو تم اچھا سمجھ گئے وہ ٹھیک ہے اور دوسری طرف جب ان کے عقائد ونظریات اور مسائل
پر گفتگو ہوتی ہے اور ہم گرفت کرتے ہیں تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ ہمارے جہلاء ہیں ان کی بات
حجت نہیں آخر یہ تضاد کیوں ہے؟

باقی مفتی صاحب کا یہ لکھنا کہ لاتجتمع امتی علی الضلاتہ کہ میری امت
گمراہی پر متفق نہ ہوگی بھی بدعات کو سہارا دینے میں مفید نہیں کیونکہ اہل علم حضرات نے اس کا
معنی ومطلب یہ لکھا ہے۔

فان المرادبه اھل الاجماع، علی ان ھذا یصح ان یراد به جمیع الامة۔

(الرھص والوقص لمستحل الرقص ص ٦٤)

کہ اس سے مراد اہل اجماع ہیں(نہ کہ رضا خانی لَلّو پنجو)

اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ اس سے مراد ساری

اُمت ہو۔

یعنی ساری اُمت گمراہی پر اکٹھی نہ ہوگی۔تو کل امت یہ رضاخانی بھڑیں تو نہیں ہیں، بلکہ یہ تو آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ہم یہاں کیفیت نہیں بلکہ کمیت بتارہے ہیں مفتی صاحب کی بدعت پرستی کی انتہا دیکھئے کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بدعت بنا دیا لکھتے ہیں۔روزہ افطار کے وقت زبان سے دعا کرنا اللھم لک صمت الخ اور سحری کے وقت دعا مانگنا کہ اللھم بالصوم لک عدا أنویت بدعت۔

(جاء الحق ص ۲۲۱ بحث البدعه باب الاوّل)

حالانکہ امام ابوداؤد رحمتہ اللہ علیہ نے باب باندھا باب القول عندالافطار۔کہ افطار کے وقت یہ دعا کہنے کے متعلق باب ہے اور آگے روایت لائے ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افطر قال اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت.

(ابوداؤد ج ۱ ص ۳۲۱،۳۲۲)

کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب روز افطار کرتے تو یہ کہتے اللھم لک صمت الخ

تو آپ علیہ السلام نے زبان سے پڑھی تھی تو صحابہ نے سن کر یاد فرمائی اور امت کو بتائی مگر مفتی صاحب کی جہالت دیکھئے اس کو بھی بدعت قرار دے رہے ہیں اور سحری کے وقت کی جو دعا آپ کے مفتی صاحب نے لکھی ہے وہ بحمداللہ کوئی بھی نہیں پڑھتا۔

لگے ہاتھوں مفتی صاحب کی فقہ واصول فقہ سے جہالت بھی عرض کرتے جائیں قرآن وسنت سے ان کا جاہل ہونا تو پیچھے مبرھن ہو چکا ہے۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

المثبت اولی من النافی نور الانوار بحث تعارض میں ھے.

(جاء الحق٦٥ مسئله علم غیب باب اول فصل اول)

حالانکه نور الانوار میں اس عنوان کی تشریح و تفصیل ہے۔

لما وقع الاختلاف بین الکرخی و ابن ابان ووقع الاختلاف فی عمل اصحابنا ایضاً ففی بعض المواضع یعملون بالمثبت وفی بعضها بالنافی.

(نوار الانوار ص١٩٨ مبحث التعارض)

جب کرخی اور ابن ابان میں اختلاف واقع ہوا اور ہمارے اصحاب حنفیہ میں بھی اختلاف ہوا تو پھر ہمارے احناف بعض جگہوں میں المثبت اولی من النافی پر عمل کرتے ہیں اور بعض جگہوں میں النافی اولی من المثبت پر عمل کرتے ہیں۔

حسامی میں ہے۔

اختلف عمل اصحابنا المتقدمین فی ذلک.

اس کی شرح نامی میں ہے۔

اختلف عمل اصحابنا المتقدمین کالائمة الثلاثه فی ذلک حیث اخذوا بالمثبت فی بعض المواضع و فی بعضها بالنافی.

(حسامی مع شرحه النامی ص ١٦١،١٦٢)

ہمارے متقدمین احناف جیسے ائمہ ثلاثہ یعنی امام اعظم، امام ابو یوسف، امام محمد رحمھم اللہ کا عمل مختلف رہا ہے کبھی وہ اس اصول پر عمل کرتے تھے کہ مثبت نافی سے اولیٰ ہے اور کبھی وہ اس اصول پر عمل کرتے تھے نافی مثبت سے اولیٰ ہے۔

مگر مفتی صاحب از مفت کا تفقہ بھی دیکھ لیجئے اپنا عقیدہ ثابت کرنے کے لئے کیا تاثر دے رہے ہیں کہ ہمارے احناف کا صرف یہ نظریہ ہے حالانکہ بات اس سے مختلف ہے۔جیسا کہ آپ دیکھ چکے ہیں۔

مفتی صاحب کا چیلنج اور اس کا جواب

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

اب بھی اپنے رب کے بھروسے پر کہتے ہیں کہ دنیا کا کوئی دیوبندی، کوئی غیر مقلد اور کوئی شرک و بدعت کی رٹ لگانے والا ان چار چیزوں (بدعت، شرک، دین، عبادت) کی تعریف ایسی نہیں کرسکتا جس سے اس کا مذہب بچ جاوے۔

(جاء الحق ص ٢٣٤ باب دوم بدعت کی تعریف پر اعتراض)

لو جی ذریت مفتی صاحب میں تعریف کرنے لگا ہوں جو میرے بزرگوں نے مختلف جگہ اپنی کتب میں لکھی ہے اگر کسی رضاخانی حتیٰ النطف التی لم تخلق کو بھی (اعلان عام ہے) جرأت ہو تو ہماری تعریف سے ہمارے مسلک کا رد کریں۔ اور ایک اعلان عام ہمارا بھی ہے رضاخانی بدعت کی تعریف کریں میں اللہ کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں کہ اس سے ان کا مسلک نہیں بچ سکتا۔

ایک تعریف میں نے پہلے نقل کر کے اس کا رد پیش کر دیا اور ایک تعریف آگے بھی نقل کر کے رد عرض کر دوں گا۔

اب آیئے تعریف بدعت کی طرف ہمارے ہاں بدعت اصطلاح شرح میں ہر اس نئے کام کو کہا جاتا ہے جس کو دین سمجھ کر کیا جائے اور باوجود تقاضے کے قرون ثلاثہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین میں نہ پایا گیا ہو۔

شاید تقاضے کے لفظ پر کسی کو سمجھنے میں تکلیف ہو تو میں عرض کر دیتا ہوں۔ آج کل ثواب کمانے کا جو پروگرام بنا کر تمام بدعات کو جنم دیا جاتا ہے حالانکہ یہ اجر و ثواب کا تقاضا اور داعیہ اس وقت بھی تھا کہ ثواب کمایا جائے مگر ان بہترین افراد امت نے یہ کام نہ کئے تو آج یہ سب کچھ رسم و رواج جو دین کے نام پر کیا جانے لگا وہ سب بدعت کے زمرے میں آ گیا۔

اس پر مزید گفتگو دیکھنے کا شوق دامن گیر ہو تو پھر آپ ہماری تمہیدی باتیں ملاحظہ

فرمائیں۔ باقی تبلیغی افکار کے طرز عمل، یا صوفیاء کی ادائیں انکو بدعت نہ سمجھا جائے گا کیونکہ تبلیغی جماعت زمانہ حال کے بے اعمال، و بداعمال، اور بے دینی کا علاج ہے تو اس قسم کے جرائم پہلے نہ تھے اس لئے علاج بھی اب کا ہونا تھا۔

جیسے آج کل کی جسمانی بیماریاں پہلے نہ تھیں تو پھرڈسپرین، یا انجکشن وغیرہ بھی نہ تھے اسی طرح امراض روحانی بھی نئے تو طریقہ علاج بھی نیا۔

ایسے ہی صوفیا کرام کی بداعمالی وعقائد باطلہ سے بچانے کی مختلف تدابیر ہیں اور بس۔

شاید کسی بیمار الامت کو یہ خیال ذہن میں گزرے کہ تین طبقوں کی قید کدھر سے آئی کہ صحابہ کرام تابعین و تبع تابعین کے زمانہ خیر میں نہ ہو۔

تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ تفصیل سے اس پر کلام تو امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر رحمہ اللہ نے کر دیا ہے وہیں دیکھ لیا جائے چند باتیں میں امت کے ذی قدر حضرات سے بھی یہ بات پیش کر دیتا ہوں۔

ا۔ علامہ حلبی رحمہ اللہ نے صلوہ رغائب کے مکروہ ہونے کی وجہ یہ لکھی ہے۔

ان الصحابه والتابعين و من بعد هم من الائمة المجتهدين لم ينقل عنهم .

(کبیری ص۴۳۳)

یعنی صحابه کرام اور تابعین اور ان کے بعد ائمه مجتهدین سے یه ثابت نهیں هے۔

۲۔ فتاویٰ عالمگیری میں هے۔

قراة الكا فرون الى الآخر مع الجمع مكروهة لانها بدعة لم ينقل ذلک عن الصحابه و التابعين.

(باب الکراھۃ ج ٤ ص ٢٦٤)

سورۃ کافرون کو آخر تک بالجمع پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ بدعت ہے۔ حضرات صحابہ کرام اور تابعین سے منقول نہیں۔

٣۔ امام شاطبی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

فذالک ابتداع والدلیل علیه انه لم یات عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ولاعن اصحابه و لاعن التابعین.

(اعتصام باب نمبر ٥ ص ٢١٣ حقانیه پشاور)

کسی مسئلہ کے بدعت ہونے پر دلیل میں یہ بات پیش کرتے ہیں کہ یہ بات نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ ہی آپ کے اصحاب سے اور نہ ہی تابعین سے۔

٤۔ علامہ حلبیؒ صاحب ملتقی الابحر لکھتے ہیں۔

فعلم ان کل بدعة فی العبادات الخالصه فهی مکروهة والا لمافاتت اهل اصدر الاول والقرون التی شهد الصادق المصدوق صلی الله علیه وسلم بخیر یتهاو لانهالابدان تدافع سنة وکلبدعة دافعت سنة فهی سیته.

(الرهص والوقص لمستحل الرقص ص ٦٩)

پس معلوم ہوگیا کہ ہر وہ بدعت جو خالص عبادات میں جاری کی گئی ہیں وہ مکروہ ہیں ورنہ پہلے زمانے اور وہ زمانے جن کے خیر ہونے کی گواہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسے صادق ومصدوق نے دی ہے وہ اس سے خالی نہ ہوتے اور یہ بھی مکروہ ہونے کی دلیل ہے کہ ضرور یہ سنت کو دور کرنے والی ہیں اور ہر وہ بدعت جو سنت کو مٹائے وہ سیئہ ہوتی ہے۔

٥۔ مشہور محدث ابو شامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

وھو ما كان عليه رسول الله صلى الله عليه و سلم واصحابه ثم السلف الصالح.

(كتاب الباعث ص٢٤٥ فصل بدعت التماوت فی الكلام والمشی)

دین وہ ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور سلف صالح ہوں۔

٦۔ مجالس الابرار جو مصدقه ھے شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی رحمه الله کی اس میں لکھا ھے۔

قبروں پر نماز کے لئے جانا اور ان کا طواف کرنا اور بوسہ دینا اور چومنا اور رخساروں کا لگانا اور قبروں کی خاک لینا اور صاحب مزار کو پکارنا اور ان سے فریاد کرنا اور ان سے مدد اور روزی اور تندرستی اور اولاد اور ادائے قرض اور مصیبتوں سے نجات کی دعا کرنا ان کے سوا اور اسی قسم کی حاجتیں مانگنا جیسے کہ بت پرست اپنے بتوں سے مانگتے ہیں اور تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ ان میں سے کوئی بات جائز نہیں کیونکہ ان میں سے کوئی کام نہ پروردگار عالم کے رسول نے کیا نہ کسی صحابی اور تابعی نے کیا اور نہ اور ائمہ دین نے کیا اور یہ محال ہے کہ ان میں سے کوئی چیز مشروع یا عمل نیک ہو اور قرون ثلاثہ اس سے خالی گزر جائیں جن کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدق اور عدل کی شہادت دی ہے۔

(مجالس الابرار مجلس نمبر١٧ ص١١٩، ١٢٠)

٧۔ مخالفین کی صفوں میں جن کو معتمد علیه مانا جاتا ھے وہ حضرت مولانا کرم الدین دبیر رحمه الله ھیں وہ لکھتے ھیں۔

ہم شیعہ بھائیوں سے پوچھتے ہیں کہ تعزیہ، مرثیہ خوانی کا شروع کس پیغمبرؑ یا امامؑ

سے ہوا۔ اگر کسی نبیؑ یا امامؒ یا اصحابی سے اس کی ابتداء ثابت نہیں ہے۔ تو ماننا پڑے گا کہ یہ سب کچھ بدعات محرمہ سے ہے اور بس۔

(آفتاب ہدایت ص۳۰۹، ۳۱۰)

۸۔ بریلویوں کا بانی مبانی لکھتا ھے۔

فی البنیایه شرح الهدایه للامام العینی عن شرح الجامع الصغیر للامام الاجل فخر الاسلام ان الخرقة التی یمسح بهاالوضو بدعة محدثه یجب ان تکره لانها لم تکن فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا احد من الصحابه والتابعین قبل ذلک وانما یتمسحو باطراف اردیتهم اه فهذا نص فی المقصود ثم ماذکر قدس سره من الکراهة محمله اذاکان بثیاب فاخرة کماتعوده المتجبرون.

(فتاویٰ رضویه قدیم ج۱ ص۳۰ تنویر القندیل فی اوصاف المندیل)

امام عینی نے شرح ہدایہ میں فخر الاسلام کی شرح جامع صغیر سے نقل کیا ہے کہ وہ کپڑا جس سے اعضاء وضو بعد وضو صاف کئے جاتے ہیں یہ بدعت محدثہ ہے اور واجب ہے کہ یہ مکروہ ہو کیونکہ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں بھی نہ تھا اور نہ ہی صحابہ وتابعین میں کسی سے نے اس کو قبول کیا ہے وہ لوگ تو اپنی چادوں کے اطراف سے منہ صاف کر لیا کرتے تھے (آگے فاضل بریلوی لکھتے ہیں) یہ بات ہمارے مقصد کے لئے نص ہے اور یہ جو مصنف نے مکروہ لکھا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ لباس فاخرہ سے منہ صاف کرے جیسا کہ متکبرین کی عادت ہے۔

معلوم ہو گیا کہ فاضل بریلوی بھی اسی قانون پر ہے ورنہ وہ اختلاف کرتا یہاں اسقاعدہ کو ردنہ کرنا فاضل بریلویوں اور اس کے متبعین کے گلے پڑ گیا۔ میں بریلوی حضرات سے کہوں گا کہ فاضل بریلوی سے رائے کا اختلاف کرنا تمہیں کہیں کافر نہ بنا دے کیونکہ جو فاضل

بریلوی کا ہم عقیدہ نہ ہوتو وہ تمہارے نزدیک کافر ہوتا ہے جیسا کہ انوار شریعت ج ا ص ۱۴۰ فتاویٰ صدر الافاضل ص ۱۳۴ الصوارم الہندیہ ص ۱۳۸ پر درج ہے۔شاید کوئی کہے یہ تو عقیدے کی بات ہے اور ہم رائے سے اختلاف کرتے ہیں تو جواباً عرض یہ ہے کہ رائے کا معنی عقیدہ بھی ہوتا ہے دلیل اس پر یہ ہے کہ مفتی احمد یار نعیمی نے حدیث شریف مـا احـدث فـی امرنا ھذا مالیس منه فھورد کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسی رائے نکالے جو کہ دین سے نہیں تو وہ مردود ہے۔

(جاء الحق ص ۲۱۷ باب اول بدعت کے مفی و اقسام)

اور دوسری جگہ یہ ترجمہ کرتے ہیں جو شخص ہمارے اس دین میں وہ عقیدے ایجاد کرے جو دین کے خلاف ہوں وہ مردود ہے۔

(جاء الحق ص ۲۱۵)

آگے مرقات کی عبارت نقل کی

والمعی ان من احدث فی الاسلام رأیا فھومردود.

معنی یہ ہیں کہ جو اسلام میں ایسا عقیدہ نکالے کہ دین سے نہیں وہ اس پر رد ہے۔

(جاء الحق ص ۲۱۵)

اس بحث سے معلوم ہو گیا کہ بریلوی حضرات عقائد پر آراء یعنی عقیدے پر رائے کا لفظ بول جاتے ہیں عقیدہ اور رائے کا مطلب ایک ہی ہوتا ہے۔ ان کے مذہب میں۔تو بریلوی حضرات سے التماس ہے اس سے رائے کا بھی اختلاف نہ کریں ورنہ کافر ہو جائیں گے یہی تمہاری شریعت رضاخانی کا فیصلہ ہے۔

بدعت کی دوسری تعریف رضاخانی مذہب

سے

رضاخانی مذہب میں معتبر اور مستند کتاب ''مصباح سنت'' میں ہے بدعت دراصل احکام شریعت میں تحریف کا نام ہے یعنی جو حکم شرعی کسی دنیوی یا دینی چیز کے بارے میں شریعت میں قرار دیا گیا اس کی بجائے اپنی طرف سے کوئی حکم لگانا یا اس غلط حکم کو صحیح اعتقاد کرنا محدث ہے اور ہر محدث بدعت ہے۔

(مصباح سنت ج ۱ ص ۱۲،۱۳)

آگے لکھا ہے۔

اگر کوئی فعل مباح ہے تو اس کا کرنے والا تو بدعتی نہیں ہوگا لیکن اسے فرض سمجھنے والا بدعتی ہوگا۔

(مصباح سنت ج ۱ ص ۱٤)

ایک جگہ لکھتے ہیں۔

اہلسنت کے ہاں بدعت سیئہ کسی امر کی شرعی حیثیت کو بدل کر اسے شریعت سمجھنے کا نام ہے۔

(مصباح سنت ج ۱ ص ٥٨)

یہ تعریف بناسپتی سنی اور نام نہام سنی حضرات نے نئی لکھی ہے کہ کسی کام کی شرعی حیثیت کو بدل دینا بدعت ہے یعنی کام تو مباح تھا مگر اسے سنت، فرض، واجب وغیرہ سمجھ لیا گیا تو یہ سمجھنے والے لوگ بدعتی ہوں گے اور یہ کام بدعت ہو جائے گا۔

میں بریلوی حضرات پہلوں پچھلوں سب کو اعلان کرتا ہوں کہ تم اس تعریف کے مطابق اپنے کسی کام کو صحیح ثابت نہیں کر سکتے۔ چاہے مروجہ میلاد ہو یا دعا بعد نماز جنازہ مروجہ ہو یا قل خوانی ہو یا بعد دفن اذان ہو یا انگوٹھے چومنا ہو۔ کبھی یہ مباحات ہوتے ہیں پھر یہ فرض واجب کی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں اس پر تفصیلی کلام پھر کبھی سہی تفصیلی کلام اگر دیکھنا ہو تو متکلم اسلام حضرت

مولانا محمد الیاس گھمن صاحب مرشد ما کے توحید وسنت اسباق میں ملاحظہ فرمایا جاسکتا ہے جس سے ہم نے بھی استفادہ کیا ہے اور علمی وعوامی انداز سے بھرپور ہے۔

مثال نمبر ۱

مولوی احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں

ابھی مرقاۃ سے گزرا کہ ایہام زیادت مورث کراہت تنزیہ ہے بس جس کا حاصل خلاف اولی یعنی بہتر نہیں۔

(فتاوی رضویه جلد ٤ ص ٣٠ قدیم)

یعنی مروجہ دعا بعد نماز جنازہ مکروہ تنزیہی خلاف اولی ہے۔

(۲) مفتی محمد امین والد سعید اسعد لکھتے ہیں:

دعا بعد جنازہ، ختام مبارکہ، تیجا، ساتواں، چالیسواں، ششماہی، سالانہ عروس مبارک وغیرہا مباحات ہیں۔

(نماز جنازہ کے بعد دعا کا حکم ص ٤٠٣)

یعنی دعا بعد نماز جنازہ مباح ہے۔

(۳) مولوی احمد رضا خان لکھتے ہیں۔ وہ تمام ماموربہ کے تحت میں داخل اور مستحب شرعی کی فرد ہے۔

(فتاوی رضویه جلد ٤ ص ٣٠ قدیم)

یعنی نماز جنازہ کے بعد دعا مستحب ہے۔

(٤) مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں۔

دعا بعد نماز جنازہ جائز بلکہ سنت ہے۔

(جاء الحق ص ٢٨١)

یعنی دعا بعد نماز جنازہ سنت ہے۔

(۵)مولوی عمر اچھروی لکھتا ھے۔

اس آیت کریمہ کی تمام تفاسیر سے ثابت ہوا کہ جب کسی نماز سے فارغ ہووے نماز جنازہ ہو یا اور تو نماز کے بعد وہیں ٹھہریں رہنا اور بحکم الٰہی دعا مانگنا ضروری ہوا۔

(مقیاس حنفیت ص۵۳۳)

(٦)مولوی عنایت اللہ سانگلہ ھل والے نے دیوبندیوں کو چیلنج کر کے فرمایا:

اس دعا میں صرف ایک یا دو صحابی نہ تھے بلکہ ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے پھر کسی صحابی نے بھی دعا مانگنے سے انکار نہ کیا یہ صحابہ کرام کا اجماع ہے۔

(مقالات شیر اهلسنت ص ۲۳۰)

یعنی اس پر صحابہ کا اجماع ہے اور مفتی اقتدار احمد کہتا ہے کہ اجماع صحابہ کا انکار کفر ہے۔

(فتاوی نعیمیه جلد ۱ ص۱۳)

دعا بعد الجنازہ نہ مانگنے والوں پر حکم

(۱) مولوی عمر اچھروی لکھتا ھے۔

جو نماز جنازہ کے بعد دعا سے روکتا ہے تو کیا اسکی سزا جو اللہ نے " سید خلون جهنم داخرين "فرمائی ہے نہ دیگا؟

(مقیاس حنفیت ص ۵۳۰)

یعنی جو نماز جنازہ کے بعد مروجہ دعا سے روکتا ہے وہ جہنمی ہے۔

آگے کھتے ھیں:

تم نماز جنازہ کے بعد دعا کا انکار کر کے حنفی ہو یا معتزلی جو دعا سے روکے وہ تمام

زمانے سے زیادہ احمق ہے۔

(مقیاس حنفیت ص ۵۳۷)

(۳) مولوی عبد الرشید صاحب لکھتے ہیں :

مانعین یا تو دعا بعد نماز جنازہ کو اس آیت کے عموم میں شامل مان کر جائز تسلیم کریں یا پھر جہنم میں جانے کیلئے ہاتھ میں لوٹا بوریا بستر بغل میں دبا لیں۔

(دعا بعد نماز جنازہ ص ۵)

(٤) اویسی صاحب لکھتے ہیں ؛

قیامت میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے دوزخیو دوزخ میں پڑے رہو اور مجھ سے کلام بھی نہ کرو کیونکہ ایک گروہ میرے بندوں میں سے دعا مانگتے تھے اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو ہمارا ارحم الراحمین ہے لیکن تم نے انکا مذاق اڑیا۔ دیکھیئے اس آیت میں کیسے صاف الفاظ میں دعا مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں کا فرق بتایا گیا ہے جنازہ میں دعا مانگنے یا نہ مانگنے کا فیصلہ ناظرین خود فرمالیں۔

(دعا بعد نماز جنازہ کا ثبوت ص ۳)

یعنی دعا بعد از نماز جنازہ جو مروج ہے نہ مانگنے والا جہنمی ہے۔

ان باتوں سے معلوم ہوگیا کہ بریلوی نادان اسے مکرہ تنزیہی سے اٹھا کر فرض قطعی پر پہونچا چکے ہیں جو کہ انکے اصول سے بدعت سیۂ ٹھیرا۔

مثال نمبر ۲:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر انگوٹھے چومنا

(۱) بریلوی حضرات نے بعض کتب فقہ سے یہ نقل کیا ہے کہ اذان میں بوقت

استماع نام پاک سن کر انگوٹھے چومنا مستحب ہے۔ یہ بات تقریباً اس موضوع پر لکھی ہوئی سب کتاب میں مل جائیگا۔

(احکام شریعت ص ۸۱)

(۲) پھر ترقی یوں کی کہ انجمن انوار قادریہ بریلوی کا ایک بہت بڑا ادارہ ہے اس نے کئی کتابوں کو اپنے ادارہ سے چھپایا اور تقریباً ہر کتاب کے آخر کے ٹائٹل پر یوں لکھا کہ "حضور ﷺ کے نام مبارک پر ضرور ضرور انگوٹھے چومیں"

(۳) خواجہ قمر الدین سیالوی کھتے ہیں :

انگوٹھے چومنے سے منع کرنے والا دولت ایمان سے مرحوم ہے۔

(مخلصاً فوز المقال جلد ٤ ص ٤٧٩)

(٤) مفتی امین فیصل آبادی لکھتا ہے :

جو مسلمان نام پاک سن کر انگوٹھے نہ چومے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی اسے اسی بنا پر دوزخ میں بھیج دے۔

(البرهان ٤٨٤)

معلوم ہوا کہ یہ بھی بدعت ہے ان کے اپنے اصول کی روشنی میں۔

مثال نمبر ۳:

مروجہ جشن عید میلاد شریف

(۱) مولوی احمد رضا خان لکھتے ہیں :

رسول اللہ ﷺ نے جس بات کا نہ حکم دیا نہ منع فرمایا وہ مباح بلا حرج ہے آگے لکھتے ہیں مجلس میلاد مبارک وقیام وفاتحہ وسوم وغیرہ کئی مسائل وہابیہ سب اسی سے طے ہو جاتے ہیں۔

(الامن والعلی ص ۱۷٦)

(۲) سنت الہیہ سنت انبیاء سنت ملائکہ سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

(جاء الحق ص ۱۹۶)

(۳) انوار ساطعہ میں ہے: پس واجب کر دیا ہے اللہ تعالی نے فرحت ولادت ﷺ کو۔

(انوار ساطعه ص ۵۵۱)

(٤) سید ارشد سعید کاظمی لکھتے ہیں ؛

جشن ولادت النبی ﷺ کو وجوب کا درجہ اس بنا پر حاصل ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اپنی نعمتوں کو یاد کرتے رہنے کا حکم دیا ہے۔

(میلاد النبی ﷺ ص ۳)

(۵) یہ ان اچھے کاموں میں سے بدعت حسنہ ہے جن کے کرنے والوں کو ثواب ملتا ہے۔

(عقائد و مسائل ص ۷۵، عبد الحکیم شرف قادری مفتی عبد القیوم هزاروی)

(۶) تقریباً یہی بات فہارس فتاوی رضویہ ص ۳۹۷ پر بھی موجود ہے کہ میلاد منانا اور اس کیلئے لوگوں کو اجتماع بدعت حسنہ ہے۔

(۷) ڈاکٹر انوار احمد بگوی لکھتے ہیں :

پاکستان بننے کے بعد میلاد النبی ﷺ کے موقع پر آرائش چراغاں اور جلوس اب تو گویا اسلامی شوکت کا نشان اور نبی اکرم ﷺ کی محبت کو پیمانہ بن چلا ہے۔ بعض طبقوں کے نزدیک یہ مظاہرہ کچھ اس طرح ہے جیسے نماز مسلمان اور کافر کے درمیان امتیاز ہے

(تذکره بگویه جلد ۲ ص ۱۱۲)

(۸) ڈاکٹر اشرف جلالی کہتے ہیں :

محفل میلاد واجب ہو گئی ہے

(هم میلاد کیوں مناتے هیں ص ۳۸)

(۹) فاضل بریلوی لکھتے ہیں :

سعودی وہابیوں نے اس مبارک محفل کو ختم کر دیا ہے۔ قاتلهم الله انی یوفکون

(آنا جانا نور کا ص ۲۰ از فاضل بریلوی)

یہ بھی بریلوی اصول وقواعد سے بدعت ٹھہری۔

مثال نمبر ٤ :

اذان کے ساتھ صلوۃ و سلام کا ملانا

(۱) فاضل بریلوی نے اسے احکام شریعت مسئلہ نمبر ۳۹ ص ۱۳۳ پر بدعۃ حسنۃ یعنی بدعت حسنہ نقل کیا ہے۔

(۲) مولوی عطا محمد بندیالوی جو کہ استاذ البریلویہ ہیں لکھتے ہیں :

اذان سے قبل اور بعد درود وسلام جائز بلکہ واجب ہے

(قبل اور بعد از اذان درودشریف کا ثبوت ص ٥٧)

(۳) ایک جگی لکھتے ہیں :

اذان سے قبل اور بعد درود شریف پڑھنا سنت الٰہیہ اور ملائکہ ہے۔

(قبل اور بعد از اذان درودشریف کا ثبوت ص ۳۸)

معلوم ہوا کہ یہ بھی بدعت ہے اسی طرح تمام بدعات کی حیثیات کو بریلوی مسلک نے اپنی اس سطح سے بڑھا دیا ہے جو پہلی دفعہ بنائی تھی اور بقول بریلویہ یہی بدعت ہونے کی دلیل ہے۔

اب ہم آتے ہیں دوسری شق کی طرف مسلک رضا والوں کو اہلسنت پر اعتراض

ہے کہ وہ گستاخ ہیں

جناب سعید اسعد صاحب گزارش یہ ہے کہ آپ کے فاضل بریلوی صاحب کا مشورہ اور فتوی اور حکم تو یہی ہے

جو ان (اکابر اربعہ دیو بند) کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

جبکہ جناب نے مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب کے بقول ان کے ۴ نکاتی فارمولے کو اچھا جانا اور اسکی تصدیق کی چنانچہ ان کے الفاظ ہیں

میرے فارمولے کی کچھ اصحاب نے مخالفت اور سینکڑوں اصحاب نے تائید کی ہے سردست میں ۱۹۸۳ کی اول سہ ماہی میں تائید کرنے والوں کے اسماء درج کرونگا اس کے بعد مکمل فارمولا ہدیہ قارئین کیا جائیگا

(اتحاد بین المسلمین ص ۱۰۷)

اور آپ کا نام ۳۷ نمبر پر یوں درج ہے۔ پروفیسر سعید احمد اسعد فیصل آباد۔

(اتحاد بین المسلمین ص ۱۰۸)

فارمولے کی آخری سطر یہ ہے کہ

بہرحال پلیٹ فارم پر بحث ومناظرہ کا بازار گرم نہ کیا جائے اور تکفیر و تفسیق اور طعن و تشنیع سے کلی احتراز کیا جائے

(اتحاد بین المسلمین ص ۱۱٦)

گزارش یہ ہے کہ آپ تو اس کی تائید تصدیق وتصویب فرما چکے ہیں اور فاضل بریلوی صاحب کے فتوے کی پوری پوری مخالفت فرما چکے ہیں اور حسام الحرمین کی دھجیاں بکھیر چکے ہیں اور فاضل صاحب کے فتوی کی پوری پوری زد میں ہیں لہذا اب آپ کو حسام الحرمین میں دیئے گئے فتاوی پر اعتماد نہ کر کے اکابر اہل سنت کو گستاخ نہیں سمجھنا چاہئے۔

دوسری وجہ یہ ہے جناب نے جس فارمولے کی تصدیق و تائید فرمائی ہے

اور اسکی دوسری شق یہ ہے کہ

''علمائے دیوبند مولانا محمود حسن اسیر مالٹا، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا عبدالرحیم رائے پوری، مولانا حافظ محمد احمد مہتمم دارالعلام دیوبند، مولانا قاسم نانوتوی، مولانا عزیز الرحمٰن مفتی اعظم دارالعلام دیوبند، مولانا مفتی کفایت اللہ کی مصدقہ کتاب **المہند علی المفند** مصنفہ مولانا خلیل احمد انبیٹھوی کی جو اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کی تصانیفات حسام الحرمین اور الدولۃ المکیہ کے جواب میں شائع ہوئی جس میں انہوں نے اپنے عقائد و نظریات کی وضاحت کی ہے ایک نہایت ہی مفید کتاب ہے اس پس منظر میں علماء دیوبند **المہند** میں درج شدہ فیصلوں کو اختلافی مسائل میں **نافذالعمل** کر لیں تو تمام متنازعہ فیہ عقائد و نظریات کا نہایت ہی معقول و مدلل جواب مل سکتا ہے الخ''

(اتحاد بین المسلمین ص ۱۱۵)

تو آپ نے بھی **المہند علی المفند** کو مفید کتاب اور خان صاحب بریلوی کو اپنے الزامات میں جھوٹا مان لیا آپ کو یہ الزام کیوں ہے کہ علماء دیوبند پر ہم کو اعتراض ہے کہ وہ گستاخ رسول ہیں

یہی مولانا عبد الستار خان نیازی لکھتے ہیں

المہند کی اشاعت کے بعد تمام غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہے اور موافقت کی راہ کھل جاتی ہے۔

(اتحاد بین المسلمین ص ۱۳٦)

تو سعید اسعد صاحب آپ کی غلط فہمی کیوں دور نہ ہوئی؟

نیازی صاحب نے برملا مان لیا ہے کہ فاضل بریلوی اور اس کے متبعین کو غلط فہمی

ہوئی اور المھند کے شائع ہونے کے بعد وہ غلط فہمی دور ہوگئی اور موافقت کی راہ کھل گئی تو جناب من گزارش ہے کہ آپ بھی اپنی آنکھوں سے غلط فہمی کی پٹی اتار دیں اور فتوے تکفیر سے اجتناب کریں اور آئندہ کیلئے گستاخ کہنے سے احتراز اور توبہ کریں

کیونکہ آپ نے خود ہی چار نکاتی فارمولے کی تصدیق وتائید کر کے المھند علی المفند کو مفید اور درست مان لیا ہے

باقی جناب اسعد صاحب صرف الزامات لگانے سے گریز فرمائیں اور حقائق کی طرف نظر فرمائیں

وگرنہ

ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

جناب ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے بلکہ آپ کے اپنے ہم مسلک اکابر اور بڑے علماء نے جو لکھا ہے وہ آئینہ ہی ہم آپ کی شان کے لائق سمجھتے ہیں۔

مفتی عبد المجید خان سعیدی لکھتے ہیں

مورخہ ١٦ مئی ٢٠١٢ بروز بدھ بعد نماز عشاء بمقام کھاد فیکٹری ملتان سٹی میں سنی سٹیج سے معروف مناظر وخطیب مولانا محمد سعید اسعد صاحب (نجاہ االہ تعالی من الفتنہ الحادثہ) آف فیصل آباد نے جلسہ عام میں بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ اپنی عمر شریف کے چالیس سال سے پہلے معاداللہ ثم معاذ اللہ نبی نہیں تھے بلکہ اس کے بعد نبی بنے نیز یہ کہ صحیح عقیدہ بھی یہی ہے۔

(مسئلہ نبوت ص ١)

آگے لکھتے ہیں

برادران اہل سنت سے گزارش ہے کہ مولانا جب تک اپنے اس غلط موقف سے رجوع نہیں فرماتے انہیں میلاد شریف کے جلسوں میں بلانا بند کردیں کیونکہ جو آپ ﷺ کے

وقت ولادت نبی ہونے کا قائل نہیں اسے میلاد النبی ﷺ کے جلسوں میں خطاب اور بیان کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا اور نہ ہی اس کے لئے اس کا کوئی جواز بنتا ہے اس عقیدہ کے بغیر میلاد شریف کے جلسوں میں تقریر کرنا محض حطام دنیا کے جمع کرنے کے معنی میں ہوگا۔

(مسئلہ نبوت ص ٤)

فیصل آباد کے ایک محقق مسلک بریلویہ جناب مفتی نذیر احمد سیالوی صاحب لکھتے ہیں

ایک بندہ خدا (سعید اسعد صاحب) کا نیا نظریہ اور عقیدہ یہ ہے کہ عالم ارواح میں آپ ﷺ کے حقیقتاً مشرف بہ نبوت ہونے کا عقیدہ رکھنے سے بندہ یقیناً دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔لاحول ولا قوة الا بالله

(تصریحات جلد ٢ ص ٣٢،٤٢،٥٨)

آگے یہی موصوف لکھتے ہیں

بندہ خدا کے اس نظریہ اور عقیدہ کے مطابق العیاذ باللہ پوری امت مسلمہ کا یقیناً دائرہ اسلام سے خارج ہونا لازم آتا ہے کیونکہ جمہور امت نے عالم ارواح والی نبوت سے متعلقہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں حضور سید المرسلین ﷺ کا عالم ارواح میں حقیقتا مشرف بہ نبوت ہونا تسلیم کیا ہے اور یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔

(تصریحات ص ٦٣ جلد ٢)

آگے لکھتے ہیں

اپنے بعض اہل علم جنہوں نے مذکورہ احادیث مبارکہ کو حقیقی معنی پر نہیں مانا اور عالم ارواح میں آپ ﷺ کا حقیقتا مشرف بہ نبوت ہونا تسلیم نہیں کیا اور احادیث مذکورہ کے معانی میں تاویلات کا راستہ اختیار کیا ہے اس فاضل محقق کے نزدیک وہ حضرات آپ ﷺ کے خاتم النبین ہونے کے منکر تو نہ بنے لیکن جمہور علماء امت کو یہ حضرات پکا مسلمان ہی سمجھتے

رہے لہذا وہ بھی جمہور کے برابر ہو گئے کیونکہ یقیناً دائرہ اسلام سے خارج شخص کو دائرہ اسلام سے خارج نہ سمجھنے والا خود دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

تو نتیجہ یہ نکلا کہ معاذاللہ ثم معاذاللہ پوری امت مرحومہ بھی یقیناً دائرہ اسلام سے خارج ہوگی لا حول ولا قوۃ الا باللہ بلکہ ایک بندہ خدا (سعید اسعد) اور اس کے ہم خیال لوگوں کا بھی اپنی گزشتہ زندگی میں دائرہ اسلام سے خارج ہونا لازم آتا ہے۔

(تصریحات جلد ٢ ص ٦٣،٦٤)

مولوی سعید اسعد صاحب ہم اس عنوان پر پورا رسالہ ترتیب دے سکتے ہیں اور اس مسئلہ کی وجہ سے جناب کو کون سی نوازشیں اپنے مسلک سے مل چکی ہیں مگر ہمیں خوف طوالت ہے۔

ہاں اگر آپ کی طبع پر ناگوار گزرے تو ہم رخ بحث موڑ دیتے ہیں۔ اگر آپ کے مزاج گرامی میں ہو کہ بات صرف حسام الحرمین ہی کی نہیں بلکہ باقی بزرگوں کی کتب میں بھی مواد ہے تو پھر ہم یوں عرض کریں گے کہ۔

جناب من! اتنی بات تو آپ کو مسلم ہوگی کہ المھند علی المفند ایک مفید کتاب ہے اور اکابر دیوبند نے اپنی عبارات کی وضاحت کر دی ہے اور غلط فہمی دور ہوگئی۔

تو آپ جناب والا فتوی تکفیر میں دب گئے

باقی رہی آپ کی نظر دوسرے اکابر کی طرف ۔۔۔۔

تو اس سلسلہ میں ہم یوں عرض کریں گے کہ آپ کے اکابر کے بقول اصل اختلاف اسی حسام الحرمین کا ہے

چنانچہ آپ کے مسلک کے ١٣٦ اکابر علماء کے دستخط اور تائیدی و تصدیقی کلمات کے ساتھ ایک کتاب منظر عام پر آچکی ہے۔ جسے 'معرفت' کہتے ہیں

اس کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں

مفتیان عظام ۱۱۰سال سے کہہ رہے ہیں کہ یہ تین عبارتوں پر کفر کا فتوی ہے۔

(معرفت ص۱۰۳)

٘ تین عبارتوں میں ایک تحذیر الناس کی دوسری براہین قاطعہ کی اور تیسری حفظ الایمان کی ہے۔

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں

اہل سنت و جماعت (بریلوی، دیوبندی) پہلے ایک جماعت تھے اختلاف تین عبارتوں پر کفر کے فتوے لگنے سے پیدا ہوئے اور ابھی تک یہی تین عبارتیں مسلمانوں کی صلح کلیت (اتحاد و اتفاق) کے درمیان حائل ہیں۔

(معرفت ۱۰۸)

ایک جگہ یوں ہے

بریلوی اور دیوبندی (اہل سنت و جماعت) کی صلح کلیت (اتحاد و اتفاق) کے درمیان اصل اختلاف کا باعث تین دیوبندی علما کی کتابوں میں سے چندسطری تین کفریہ عبارتین ہیں۔

(معرفت ص۸)

ایک اور جگہ یوں لکھتے ہیں

جب تک یہ عبارات اپنی کتابوں سے نہیں نکالیں گے ان کے بارے میں اعلی حضرت کا فتوی نہیں بدل سکتا۔

(معرفت ص ۱۰۲)

اپنی کتابوں سے عبارات حذف کر دیں تو بریلوی اور دیوبندی دونوں اہلسنت وجماعت ہیں۔

(معرفت ص۱۰۱)

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں

بریلوی اور دیوبندی نزاع کی اصل بنیاد یہ عبارات ہیں نہ کہ فروعی مسائل۔

(معرفت ص ۹۰)

بریلوی علماء کرام سے بات ہوتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ تین باتیں کفریہ ہیں اور نبی کریم ﷺ کو گالی ہیں۔

(معرفت ص ۱۱۵)

محقق مسلک بریلویہ جناب شریف الحق امجدی صاحب لکھتے ہیں

کافروہ دیوبندی ہیں جو تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان کی کفری عبارتوں پر مطلع ہو اور پھر ان عبارتوں کے لکھنے والے کو کافر نہ کہے۔

(فتاوی شارح بخاری جلد ۲ ص ۳۹۶)

یہی موصوف دوسری جگہ لکھتے ہیں

تحقیق حال کے لئے ضروری ہے کہ قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھوی، اشرف علی تھانوی کی کفری عبارتیں ان لوگوں کے سامنے پش کی جائیں اگر یہ ان تینوں کو کافر و مرتد مانیں تو سنی ہیں اور اگر ان کو کافر نہ کہیں اپنا پیشوا کہیں تو دیوبندی۔

(فتاوی شارح بخاری جلد ۲ ص ۵۰۳)

محقق مسلک بریلویہ سید تبسم شاہ بخاری لکھتے ہیں

ہمارا اصل اور بنیادی اختلاف تحذیر الناس، براہین قاطعہ اور حفظ الایمان کی چند کفریہ عبارات پر ہے۔

(دیوبندیوں سے لاجواب سوالات ص ۴۵۶)

دوسری جگہ لکھتے ہیں

دیوبندیوں سے ہماری بنیادی اختلاف ان کی کچھ کتب کی چند صریح عبارات پر ہے۔

(جسٹس محمد کرم شاہ کا تنقیدی جائزہ ص ۸۱)

کچھوچھہ شریف سے فتاوی حسام الحرمین کی تصدیق یوں کی گئی ہے

اس بناپر ان لوگوں کو کافر ومرتد جانتے اور اعتقاد رکھتے ہیں۔

(الصوارم الهندیه ص۵۲)

سنبھل کے بریلوی اکبر نے بھی حسام الحرمین کی تصدیق یوں کی ہے

قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، اشرف علی تھانوی اپنے مذکورہ (حسام الحرمین میں پیش کردہ) بالا اقوال کی بناپر کافر مرتد خارج از اسلام ہیں۔

(الصوارم الهندیه ۷۱)

جاورہ کے بریلوی حضرات نے یوں حسام الحرمین پر لکھا

مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی اشرف علی تھانوی کے جو اقوال استفسار میں (حسام الحرمین میں) نقل کیے گئے ہیں اس پر سابق ازیں بحث وتمحیص ہوکر علماء اہلسنت نے کفر کا فتوی دیا ہے۔

(الصوارم الهندیه ص ۱۰۳)

اور مولوی حشمت علی قادری نے یوں لکھا

ھے

نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھی، تھانوی اپنے کفریات واضحہ صریحہ خبیثہ ملعونہ کے سبب جواصل فتاوی حسام الحرمین شریف میں بعبارتھا منقول ہیں جن میں کوئی ایسی تاویل وتوجیح قطعا ناممکن جوقائلیں کوقطعی یقینی کفروارتداد سے بچاسکے قطعایقیناً کافرومرتد لائق تذلیل واجب التفضیح ہیں۔

(الصوارم الهنديه ص ١١٤)

پاسبان مسلک بریلویہ مولوی حسن علی رضوی میلسوی لکھتے ھیں

جن حضرات پران کی کفریہ عبارات کے باعث حسام الحرمین شریفین اور الصوارم الهندیہ میں فتوی کفروارتداد لگا ہے اور عرب وعجم شرق وغرب پاک وہند کے اکابر ومشاہیر علماء فقہاء نے اسکی تائید کی ہے اور تصدیق فرمائی ہے صرف ان گنتی کے چند مولویوں سے قطع تعلق کرتے ہوئے توہین کوتوہین تسلیم کریں کفرکوکفر مان لیں اور سچے دل سے توبہ کر کے ان کی وکالت اوردلالی چھوڑ دیں جھوٹی تاویلات کا سلسلہ بند کردیں اور حسام الحرمین پرتصدیق کردیں توامیں ہے امت کا وسیع تر اتحاداور یک جہتی قائم ہوسکتی ہے اورقوم کوخلفشار سے نجات مل سکتی ہے۔

(محاسبه ديوبنديت ص ٣٦ ج ١)

ایک اور جگه لکھتے ھیں

جب تم ان سے دست بردار ہوگئے تو کسی پربھی تکفیر کاحکم شرعی باقی نہ رہےگا۔

(محاسبه ديوبنديت ج ١ ص ٢٧٩)

رضاخانی حضرات کے مختلف الزامات کا جواب ہم اپنی مختلف تحریروں میں دے چکے ہیں

یہاں ہمیں صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ

جولوگ اختلاف کی بنیاد کو شاہ شہید یا دیگر اکابر کی طرف کھینچ کر لے جانا چاہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں کیونکہ انکے گھر کے جماہیر کی رائے یہ ہے کہ ہمارا بنیادی اور اصل اختلاف **تحزیر الناس ، البراھین القاطعه، حفظ الایمان** ،کی چند عبارات پر ہے۔

اور وہ بھی بریلوی اکابر نے المہند کی تصدیق کر کے اور فاضل بریلوی کی غلط فہمی کا دھچکا لگا کر ساری بنیاد ملیا میٹ کر دی اب رضا خانی حضرات کو اہلسنۃ دیوبند پر کوئی الزام نہ رہا۔

جبکہ ہمیں ہنوز اعتراضات جو کہ شرک و بدعات پر ہیں وہ باقی ہیں۔

تفصیل گزر چکی ھے

ضرورت تو نہیں مگر میں رضا خانی اکابرین سے اہلسنۃ دیوبند کے اکابرین کی صفائی پیش کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی عبارت حسام الحرمین میں فاضل بریلوی نے اکابرین دیوبند میں سے حضرت قاسم العلوم مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیش کی اور انکو منکر ختم نبوت قرار دیا۔

جبکہ گھر کے فرد فاضل بریلوی کی اصلاح یوں کرتے ہیں

پیر کرم شاہ بھیروی لکھتے ھیں

لیکن مندرجہ ذیل اقتباسات پڑھنے کے بعد یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتوی عقیدہ ختم نبوت کے منکر تھے کیونکہ یہ اقتباسات بطور عبارۃ النص اور اشارۃ النص اس امر پر بلا شبہ دلالت کرتے ہیں کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت زمانی کو ضروریات دین سے یقین کرتے تھے اور اس کے دلائل قطعی اور متواتر سمجھتے تھے انہوں نے اس بات کو صراحۃ سے ذکر کیا ہے کہ جو حضور ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا منکر ہے وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے

(تحزیر الناس میری نظر میں ص ۵۸)

حسام الحرمین میں دوسری عبارت حضرت

گنگوھی قدس سرہ کے حوالے سے ھے

اور ماسبق کے کئی حوالے جو ہم نے پیش کیے ہیں کہ رضاخانی اسی بات پر ہے کہ فقط تین عباتوں پر ہمیں اعتراض ہے تو حضرت گنگوہی قدس سرہ کی عبارت کی صفائی خود رضاخانی علماء نے دے دی ہے۔

تیسری عبارت خلیل الملۃ والدین مولانا خلیل احمد سہارنپوری ثم مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی فاضل بریلوی نے پیش کی ہے جبکہ ہندوستان کی علمی شخصیات میں مولانا نزیر احمد خان صاحب کا نام آتا ہے انہوں نے البراھین القاطعہ کا رد لکھا مگر اس عبارت کو کفریہ نہیں قرار دیا۔

اور مولوی عبدالسمیع رامپوری نے البراھین القاطعه کے بعد اپنی کتاب کو نئے سرے سے مرتب کیا اور کہا بھی سہی کہ جو کوئی شبہ البراھین القاطعه کا واجب الدفع سمجھا جائیگا اب نظر ثانی کر رہا ہوں خاص اپنی انوار ساطعہ میں اس شبہ کا لکھ کر حل کر دیا جائیگا۔

(انوار ساطعه ص ٣٤)

شبہات کا ازالہ ضروری اور واجب سمجھتے ہیں جناب رامپوری صاحب اور اگر عبارت حقیقۃ کفریہ ہوتی تو اس عبارت کو ضرور یہ رد کرتے مگر انہوں نے رد نہ کیا

تو یہ تو مصدقہ رضاخان کتاب تھی رامپوری جیسا تمہارا معتمد بھی اس عبارت کو کفریہ نہیں سمجھتا اور بقول مولوی عبدالسمیع رامپوری مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے روک دیا کہ معاملہ جتنا دب سکتا ہے دباؤ۔ اور اسی بنیاد پر رامپوری صاحب لکھتے ہیں

بھلا جبکہ استاذ اور پیر دونوں کا ایک ہی ارشاد ملک واجب الادب یعنی عرب سے آئے تو بندہ کس طرح اب اس باب میں قلم اٹھائے (انوار ساطعہ ص٣٠) معلوم ہوا کہ حضرت مولانا رحمت اللہ کو بھی اس عبارت میں کفر و گستاخی نہ نظر آئی تبھی تو انہوں نے جواب لکھنے سے روک دیا ورنہ وہ فرماتے کہ کفر کا رد ضرور لکھو۔

اور چوتھی عبارت حکیم الامت مجدد دین وملت الشاہ اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ کی ہےاس کے بارے میں سنیئے کہ پروفیسر ڈاکٹر مسعود صاحب کی مصدقہ کتاب میں ہے

مولوی اشرف علی تھانوی کی حفظ الایمان کی گستاخانہ عبارت (العیاذ باللہ ولاحول ولا قوہ الا باللہ)اعلی حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے جب اپنے دوست مولانا عبدالباری فرنگی محلی کودکھائی توانہوں نے فرمایا کہ مجھے اس میں کفر نظر نہیں آتا اعلی حضرت نے ایک مثال دی پھر بھی انہوں نے نہ مانا اعلی حضرت خاموش ہوگئے اور دوستی ومحبت کو برقرار رکھا

(انوار مظھریہ ص ۲۹۲)

لھذا قصہ ھی ختم ھو گیا

اور اگر بالفرض والمحال گستاخی تھی بھی تو بقول علامہ غلام محمد گھوٹوی صاحب حکیم الامت نے توبہ ورجوع فرمالیا تھا

چنانچہ اصل عبارت یوں ھے

ایک دن گھوٹوی نوراللہ مرقدہ جامعہ کی لائبریری میں تشریف فرما تھے میں نے عرض کیا کہ مولانا تھانوی صاحب کے انکار علم غیب کے بارے میں حضور کی کیا رائے ہے؟ تو آپ نے فوراً شیخ الفقہ مولانا صاحبزادہ حافظ محمد امین چیلاوہنی جو لائبریری کے انچارج بھی تھے ان کو فرمایا کہ جوگانوالہ سے شائع ہونے والے ہفت روزہ العدل کی فلاں تاریخ کی فائل لے آؤ جب وہ لے آئے تو آپ نے مولانا تھانوی صاحب کا ایک مضمون ہمیں دکھایا جس میں انہوں نے اپنی عبارت سے رجوع اور توبہ کا اقرار کیا تھا۔

(شیخ الاسلام محدث گھوٹوی ص ۳۰۸،۳۰۹)

القصہ حسام الحرمین بھی ختم ہوگئی لہذا اب ان مسلک بریلویہ کے حضرات کو اکابر

دیو بند پر اعتراض کرنے کی حمت نہیں کرنی چاہیے اور اپنے عقائد ونظریات کی فکر کرنی چاہیے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆